27.5.97

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ : اقتدار احمد مرحوم　　۲۸/ مئی ۱۹۹۷ء　　مدیر : حافظ عاکف سعید

خلافت بمقابلہ ملوکیت و سیاست عہد حاضر

علامہ اقبال کی نگاہ میں

خلافت ، فقر با تاج و سریر است
زہے دولت کہ پایاں ناپذیر است
جواں بختا! مدہ از دست ایں فقر
کہ بے او پادشاہی زود میر است!

○

خلافت بر مقام ما گواہی است
حرام است آنچہ بر ما پادشاہی است
ملوکیت ہمہ مکر است و نیرنگ
خلافت حفظ ناموس الٰہی است!

○

مسلماں فقر و سلطانی بہم کرد
ضمیرش باقی و فانی بہم کرد
ولیکن الاماں از عصر حاضر
کہ سلطانی بہ شیطانی بہم کرد

ترجمہ

خلافت فقر اور شاہی کے امتزاج سے عبارت ہے۔ اس دولت کے کیا کہنے، جو کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ اے جواں ہمت والے! اپنے ہاتھ سے اس فقر کو نہ جانے دے کہ اس کے بغیر حکومت بہت جلد اپنی موت آپ مر جاتی ہے۔

○

خلافت ہمارے (اعلیٰ) مقام (و مرتبہ) کی گواہ ہے۔ بادشاہی (ملوکیت) ہم (مسلمانوں) پر حرام ہے۔ ملوکیت مکر و فریب اور لمحہ لمحہ بدلتے رہنے کا نام ہے۔ خلافت ناموس الٰہی کی محافظت کا نام ہے۔

○

مسلمان نے فقر اور سلطانی کو جمع کر دیا ہے۔ اس کے ضمیر نے باقی اور فانی میں حسین امتزاج پیدا کر دیا ہے۔ لیکن عصر حاضر سے ہم پناہ مانگتے ہیں کہ اس نے سلطانی کو شیطانی سے جا ملایا ہے۔

قیمت فی شمارہ : ۲ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث امروز

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

چور مارو' چور کی ماں مارو

تازہ ترین خبر یہ ہے کہ حکومت نے "بیورو کریٹس" کی تیز رفتار "کشائی" سے ہاتھ کھینچ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ۱۱ مئی کے نوائے وقت نے اسے یوں شائع کیا: "کرپٹ بیورو کریٹس کے خلاف مزید کارروائی معطل۔ حکومتی پالیسیوں پر عملدر آمد میں رکاوٹ کے باعث مزید فہرستوں کی اشاعت روک دی گئی۔ وفاقی احتساب سیل نے کرپشن' اختیارات کے ناجائز استعمال اور کمیشن کھانے کے الزامات میں ملوث سرکاری افسروں کی مزید فہرست کا اجراء روک دیا ہے....." اسی روز "جنگ" نے اسے اس طرح مشتہر کیا: "کسی افسر کو چارج شیٹ جاری کئے بغیر معطل نہ کرنے کا فیصلہ۔ ۹۱ افسروں کو خفیہ ایجنسیوں کی "تصوراتی" رپورٹوں پر معطل کیا گیا جس سے حکومت کی ساکھ متاثر ہوئی اور اربوں روپے لوٹنے والے مظلوم بن گئے۔ معطل ہونے والوں کے اثاثوں کی دوبارہ چھان بین کے لئے ہدایات......" جس تیز رفتاری سے احتساب سیل بیورو کریٹس کے خلاف مصروف کار تھا کہ کہیں کھلے اجلاس میں ہتھکڑیاں' کہیں چارج شیٹ دیئے بغیر معطلی' کہیں چھاپے' کہیں گرفتاری' کہیں جسمانی ریمانڈ' کہیں ضمانت لینے سے انکار' یہ سب کچھ حکومت کی وفاداری کے بے مثل ثبوت کے طور پر کیا جا رہا تھا۔ کچھ عرصہ پہلے جناب وزیر اعظم کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا تھا: "ایسی ٹیم کی تلاش ہے جو میری رفتار اور آج کی اپروچ کے مطابق چل سکے' وزیر اعظم"۔ بہرحال اس تیز رفتاری نے خوف و ہراس کی ایسی کیفیت پیدا کر دی کہ ہر محکمے میں سرکاری افسران ہاتھ پہ ہاتھ رکھے خاموش بیٹھے نظر آنے لگے۔ وزراء کرام پہلے ہی اکثر و بیشتر محکمہ جات کی تحریری کارروائی سے ناواقف ہوتے ہیں اور جو تھوڑے بہت سوجھ بوجھ رکھتے بھی ہوں ان کے پاس وقت کہاں! چنانچہ ہر سو روز مرہ کا کام ٹھپ ہوا دکھائی دینے لگا۔ حکومتی پارٹی کے سیاسی سوداگروں کی ساکھ ماری جانے لگی' وزراء کے نادر شاہی احکامات پر عملدر آمد رک گیا' ارکان اسمبلی ناراضی کا اظہار کرنے لگے' ووٹروں کے آڑھتی بگڑے بگڑے نظر آئے' حکومت کے مقرر کردہ "مشکل کشاؤں" کو کھلی کچہریوں میں خفت کا سامنا ہوا' لہٰذا بیورو کریٹس کی سنی گئی اور حکومت کو بیورو کریٹس پر اپنی گرفت ڈھیلی کر دینے کا فیصلہ کرنا پڑا۔

افسران کی پکڑ دھکڑ سے جہاں بیورو کریٹس نہایت پریشان تھے اور اب بھی پریشان ہیں وہاں عوام الناس کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ وطن عزیز میں بددیانتی اور بدعنوانی کے عمال بیورو کریٹس ہی ہیں جو نہ صرف غلط کام کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں بلکہ اپنے "باس" کا حکم بجالانے کے ساتھ اپنے پیٹ بھرنے کا بھی خاطر خواہ اہتمام کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسے بیورو کریٹس کو چور کہنا مبالغہ نہیں مگر اس حقیقت سے بھی تو انکار ممکن نہیں کہ ہر بددیانتی اور بدعنوانی کا اصل محرک سیاستدان ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے اپنے اعتماد کے افسران کو اپنے محکمہ جات اور علاقہ جات میں بہر قیمت تعینات کراتے ہیں اور پھر انہی کے ذریعے من مانی کرتے ہیں۔ یوں سیاست دان ہی چور بیورو کریٹس کو جنم دیتے ہیں جس بنا پر انہیں چور کی ماں کہنا مناسب ہو گا۔ دیرینہ کہاوت ہے "چور مارو' چور کی ماں مارو"۔ اس لئے کہ وہ چور کو جنم دیتی ہے۔ اس کی ویسی ہی تربیت کرتی ہے اور پھر اس کا تحفظ بھی کرتی ہے۔ چور بیورو کریٹس کی گوشمالی ضرور ہونی چاہئے' انہیں کما حقہ سزا دی جائے مگر جب تک کرپٹ سیاستدان بھی عدالتوں کے کٹہرے میں کھڑے اپنی سیاہ کاریوں کے الزامات کا جواب نہیں دیتے اس وقت تک انصاف کا حق پورا نہ ہو گا۔ اس ضمن میں حکومت کی خاموشی معنی خیز ہے۔

سردست کسی کرپٹ سیاستدان کے خلاف ریفرنس دائر کرنا یا مقدمہ قائم کرنا اس لئے مشکل دکھائی دیتا ہے کہ سیاستدان ایسا کوئی حکم اپنی قلم سے صادر نہیں کرتا جو لائق گرفت ہو۔ ایسا حکم تو بیورو کریٹ سیاستدان باس کی تعمیل میں اپنے دستخط سے جاری کرتا ہے اور اگر سیاستدان اس سے انکار کر دے تو معاملہ طولانی بحث کا شکار ہو جائے گا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ بگڑے حالات کو بنا دینے کا دعویٰ کرنے والی موجودہ حکومت یہ قانون بنا ڈالے کہ ہر ذمہ دار شخص تحریری حکم اپنے دستخطوں سے جاری کرنے کا پابند ہو گا۔ کسی صاحب مجاز کی بنا پر کئے گئے دستخط قابل قبول نہ ہوں گے اور نہ ہی ان پر عملدر آمد کیا جائے گا۔ ایسا قانون فوری طور پر نافذ ہو جائے تو بہت حد تک کرپشن کے خبیثانہ عمل میں کمی ہو جائے گی۔ اس طرح بالواسطہ بددیانتی دم توڑ جائے گی' کرپٹ سیاستدان کبھی اپنے ہاتھوں اپنی گرفت کا سامان مہیا نہ کرے گا اور کرپٹ بیورو کریٹ غیر قانونی حکم پر عملدر آمد سے انکار کر دینے میں آزاد ہو گا۔ اس قانون سے جہاں چور اور چور کی ماں مستقل طور پر پکڑ دھکڑ سے بچ جائیں گے وہاں قوم و ملک کا بھی بھلا ہو گا۔ OO

انا للہ وانا الیہ راجعون

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے سابق استاد نامور محقق و معروف عالم دین جناب حافظ احمد یار قضائے الٰہی سے ۱۵/ مئی رات گیارہ بجے انتقال فرما گئے ہیں۔ مرحوم اسلامی علوم و فنون کے ایک ماہر کے طور پر نمایاں مقام کے حامل تھے۔ "لغات و اعراب قرآن" کے نام سے ایک گراں قدر تحقیقی کام میں اپنی وفات تک مشغول رہے جو انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام شائع ہونے والے ماہنامہ "حکمت قرآن" میں قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد اور مرکزی انجمن خدام القرآن کے ساتھ ان کی وابستگی بہت پرانی اور نہایت گہری تھی۔ مرحوم ایک طویل عرصہ قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج لاہور میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حافظ احمد یار مرحوم کی نماز جنازہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے باغ جناح لاہور میں نماز جمعہ کے بعد پڑھائی جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ مرحوم کی تدفین ان کی وصیت کے مطابق قرآن اکیڈمی کے قریب ماڈل ٹاؤن (مڑیاں) کے قبرستان میں کی گئی۔ امیر تنظیم اسلامی نے مرحوم کی اسلام اور خصوصاً قرآنی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے انہیں خراج عقیدت پیش کیا اور مرحوم کے پس ماندگان سے تعزیت کا اظہار کیا۔

اداریہ

عاکف سعید

ہفتہ رفتہ کی ہمارے نقطہ نگاہ سے ایک نہایت اہم خبر ۱۹ مئی کی صبح وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور ان کے والد محترم میاں محمد شریف کی امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے ملاقات کا واقعہ ہے۔ یہ اچانک اور نہایت غیر متوقع ملاقات اس اعتبار سے سابقہ ملاقات کے مقابلے میں زیادہ اہم تھی کہ اس میں نہ صرف یہ کہ گفتگو زیادہ کھل کر اور مفصل انداز میں ہوئی بلکہ وزیر اعظم پاکستان نے بھی گفتگو میں گہری دلچسپی لیتے ہوئے اپنے وفد کی جانب سے خود سب سے زیادہ نمایاں حصہ لیا جبکہ سابقہ ملاقات میں ان کی شرکت زیادہ تر محض سامع کے طور پر تھی۔ آگے بڑھنے سے قبل مناسب ہو گا کہ اس موقع پر تنظیم اسلامی کے شعبہ نشر و اشاعت کی جانب سے جاری کردہ وہ پریس ریلیز نظر سے گزار لیا جائے جس میں اس ملاقات کی تفصیل مذکور ہے :

لاہور۔ ۱۹ جولائی۔ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے ہمراہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے تنظیم اسلامی کے دفتر واقع قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں ملاقات کی۔ وزیر اعظم کے والد گرامی میاں محمد شریف اور بھائی محمد عباس شریف بھی ان کے ہمراہ تھے جبکہ اس ملاقات میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ساتھ تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے اراکین بھی موجود تھے۔ تنظیم اسلامی کے ترجمان نے ملاقات کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے کہا کہ سود کی حرمت کو مد نظر رکھتے ہوئے اندرون ملک سودی لین دین پر فوری طور پر پابندی عائد کی جائے اور اس مقصد کے لئے گورنر سٹیٹ بینک کی طرف سے جاری کردہ سرکلر "سٹیٹ بینک کا حکم نامہ برائے کمرشل بینکس ۱۹۸۰ء" کو جرات مندانہ فیصلے کے ذریعے فوری طور پر نافذ کر کے سودی نظام کے خاتمے کے عمل کا آغاز کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جاری جنگ ختم ہو سکے۔ تنظیم اسلامی کے ترجمان نے بتایا کہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے وزیر اعظم سے یہ بھی کہا کہ مسلم لیگ کو قومی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت سے بھی زیادہ ارکان کی حمایت حاصل ہے لہٰذا وہ ملک کے دستور میں موجود تضادات کو ختم کرنے اور قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کے لئے قومی اسمبلی کے ذریعے "آئینی ترامیم" کا بل منظور کرائیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے امید ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ قومی اسمبلی سے منظوری کے بعد سینٹ میں بھی اس بل کی منظوری کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے وزیر اعظم کو ملک کے دستور کو مکمل طور پر اسلامی بنانے کے لئے مجوزہ دستوری ترمیمات کے لئے بعض نامور ماہرین دستور کی تجاویز اور مشورے بھی پیش کئے۔ امیر تنظیم اسلامی نے وزیر اعظم سے کہا کہ مسلم لیگ کو حاصل موجودہ غیر معمولی مینڈیٹ در حقیقت اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام ہے۔ چنانچہ اب مسلم لیگ پر بھاری ذمہ داری عائد ہو گئی ہے کہ وہ ملک کے دستور کو حقیقی طور پر اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے فیصلہ کن اقدامات کرے۔ انہوں نے وزیر اعظم سے کہا کہ آپ نفاذ اسلام کے لئے جو قدم بھی اٹھائیں گے، اسے اللہ تعالیٰ کی خصوصی تائید حاصل ہو گی اور یہ کام لازماً کامیابی سے ہمکنار ہو گا۔ وزیر اعظم نے امیر تنظیم اسلامی کے مطالبات سے اتفاق کرتے ہوئے ان کی تکمیل کے لئے مناسب عملی اقدامات کرنے کا وعدہ کیا۔ وزیر اعظم نے ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے بھی امیر تنظیم اسلامی سے تبادلہ خیال کیا۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے رائج الوقت عدالتی طریق کو تبدیل کرنے کی تجویز دی اور کہا کہ وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار پر عائد تمام پابندیاں ختم کر دی جائیں تاکہ وفاقی شریعت کورٹ عدالتی طریق کار سے متعلق فرسودہ قوانین کو بھی اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا کام سرانجام دے سکے جس سے مقدمات کے جلد فیصلے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا عمل تیز رفتار ہو جائے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے وزیر اعظم کو بتایا کہ حضور اکرم ﷺ کی احادیث میں بیان کردہ پیشین گوئیوں کے مطابق اسلام کے عالمی غلبہ کی ابتداء پاکستان اور افغانستان کے خطے سے ہو گی چنانچہ آپ دستوری سطح پر قرآن و سنت کی بالادستی کے قیام سے پاکستان کو اسلامی ریاست بنا کر اس مبارک عمل میں اپنا تاریخی کردار ادا کریں۔ وزیر اعظم نے ملکی معیشت سے سودی نظام کے خاتمے کے حوالے سے امیر تنظیم اسلامی سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا' یہ ملاقات ایک گھنٹہ تک جاری رہی"۔

اکثر قارئین کے علم میں ہو گا کہ مذکورہ ملاقات سے متصلاً قبل امیر تنظیم اسلامی کی جانب سے دو نہایت منفرد نوعیت کے اور چونکا دینے والے اشتہارات یکے بعد دیگرے قومی روزناموں میں شائع ہوئے تھے۔ پہلے اشتہار میں جو ۱۰ مئی کو شائع ہوا' اس میں تخاطب براہ راست میاں نواز شریف سے تھا اور پاکستان کی داخلی و خارجی مشکلات اور حالات کی سنگینی کے حوالے سے انہیں اس جانب متوجہ کیا گیا تھا کہ اللہ کی مدد کے حصول کے بغیر حالات میں ہرگز بہتری پیدا نہیں ہو سکتی اور اللہ کی نصرت کے حصول کی شرط اولین یہ ہے کہ ملکی معیشت سے سود کا خاتمہ کر کے اللہ اور رسولؐ سے جنگ بند کی جائے۔ اس ضمن میں امیر تنظیم اسلامی نے عملی قدم کے طور پر انہیں مشورہ دیا تھا کہ اندرون ملک حکومتی سطح پر سود کی ادائیگی اور وصولی فی الفور بند کر دی جائے اور آئندہ کے لئے بینکنگ کے نظام کو گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان کے سرکلر مجریہ ۱۹۸۰ء کے تحت استوار کرنے کا اعلان کیا جائے جس میں بینکاری نظام کو سود کی آلائش سے پاک کرنے کے لئے ان مدات کی تعیین کی گئی تھی کہ جن میں سرمایہ کاری کر کے سود کی نجاست سے بچاؤ ممکن ہے —— ثانیاً' وزیر اعظم سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ قرآن و سنت کو پاکستان کا سپریم لاء قرار دینے کے لئے دستور میں ضروری ترامیم فی الفور کرائی جائیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے اس اشتہار کے ذریعے وزیر اعظم پاکستان کو متنبہ کیا تھا کہ اگر اس رخ پر ٹھوس اور مثبت پیش رفت نہ ہوئی تو اندیشہ ہے کہ ع "تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں"۔

اس اشتہار کی اشاعت کے چند روز بعد ۱۳ مئی کو امیر تنظیم کی جانب سے اس سلسلے میں دوسرا اشتہار اخبارات میں شائع ہوا۔ اس میں خطاب میاں محمد شریف صاحب سے تھا یعنی وزیر اعظم پاکستان کے والد محترم سے۔ امیر محترم نے انہیں علاج معالجے کے بعد بخیریت وطن واپسی پر مبارک باد دیتے ہوئے اس جانب متوجہ کیا تھا کہ اس مہلت عمر کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے اثر و رسوخ کو بھرپور طور پر بروئے کار لائیں اور ملکی معیشت کو سود کی لعنت سے اور دستور پاکستان کو منافقت سے پاک کرنے کے عمل کا کم از کم آغاز اپنی زندگی میں فرما دیں —— (ان دونوں اشتہارات کے عکس قارئین اسی شمارے کے صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں)

یہ دونوں اشتہارات دراصل شریف فیملی کی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اس پہلی ملاقات کی صدائے بازگشت کی حیثیت رکھتے ہیں جو ۲۳ فروری کو قرآن اکیڈمی لاہور رہی میں ہوئی تھی۔ یہ ملاقات جناب نواز شریف کے وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھانے کے چند روز بعد ہوئی تھی۔ اس کے پس منظر سے چونکہ قارئین بخوبی واقف ہیں لہٰذا اس کے اعادے کی ہم یہاں ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ بہرکیف اس سابقہ ملاقات کے ضمن میں امیر تنظیم اسلامی کے اس قول کا حوالہ کافی ہو گا کہ یہ شریف فیملی کے سربراہ میاں محمد شریف کی شرافت و مروت اور اعلیٰ ظرفی اور ان کے صاحبزادگان کی سعادت مندی کا بے مثل مظہر تھی۔ تاہم اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی توقع کرتے تھے کہ وزیر اعظم پاکستان سودی نظام کے خاتمے اور کتاب و سنت کو سپریم لاء بنانے کے ضمن میں کسی نہ کسی پیش رفت کا آغاز کریں گے اور کم از کم وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر کی گئی اپیل واپس لینے کا وہ وعدہ تو ضرور پورا کریں گے جو وزیر اعظم نے پہلی ملاقات میں ان سے کیا تھا —— لیکن "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" کے مصداق اڑھائی ماہ گزرنے کے باوجود جب اس سمت میں کوئی پیش رفت نظر نہ آئی' جبکہ دوسری طرف

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

داعی تحریک خلافت پاکستان کے خطاب جمعہ کی تلخیص

فرقہ وارانہ تصادم اور باہم قتل و غارت گری عذاب الٰہی کی ایک صورت ہے!

جب تک کتاب اللہ کو اتحاد کی بنیاد نہیں بنایا جاتا' اتحاد کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی

افغانستان کی طالبان حکومت کو فی الفور تسلیم کیا جائے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے 9/ مئی 1997ء کو مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں "فرقہ واریت اور داخلی و خارجی مسائل کا تریاق--- قرآن حکیم" کے عنوان سے خطاب کیا' جس کا خلاصہ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ ادارہ

موضوع سے متعلقہ قرآنی آیات کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے فرمایا :

اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اختلاف اور افتراق میں فرق کیا جانا چاہئے۔ اگرچہ اختلاف رائے بھی ہمیں ناگوار گزرتا ہے لیکن فی نفسہ یہ مذموم شے نہیں ہے۔ اختلاف تو فطرت کی بدیہی حقیقت ہے۔ کائنات میں حسن و رعنائی اسی اختلاف و تنوع کی وجہ سے ہے۔ ایک حدیث میں اختلاف امت کو باعث رحمت قرار دیا گیا ہے۔ "اختلاف" ضرر رساں اور نقصان دہ اس وقت ہوتا ہے جب "یہ افتراق" کی صورت اختیار کر لے۔ افتراق یہ ہے کہ دین کو فرقوں اور ٹکڑوں میں بانٹ دیا جائے۔ یہ بلاشبہ سخت ناپسندیدہ چیز ہے' یہاں تک کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اسے شرک قرار دیا ہے۔ ازروئے الفاظ قرآنی : "ولا تکونوا من المشرکین○ من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا کل حزب بما لدیھم فرحون○" (الروم : ۳۱۔۳۲) "اور تم ان مشرکین میں سے مت ہو جانا جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور وہ گروہوں میں بٹ گئے۔ ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے"۔

دوسرے یہ کہ تفرقہ و افتراق اور فرقہ واریت کے نتیجہ میں پہلے تو "من دیگرم تو دیگری" کی صورت پیدا ہوتی ہے' مسلمانوں کے اندر پھوٹ پڑتی ہے' انتشار پیدا ہوتا ہے اور پھر اگلے مرحلہ میں یہ افتراق آپس کے جھگڑا اور تصادم کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ از روئے قرآن حکیم یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی ایک صورت ہے : "قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض" (الانعام : ٦٥) "کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ تم پر عذاب بھیج دے تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا (اس صورت میں کہ) تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھا دے"۔

تیسرے یہ کہ پاکستان میں فرقہ واریت کا یہ موجودہ عذاب اللہ تعالیٰ کے اس عذاب کا محض ایک مظہر ہے جو تحریک پاکستان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ سے کئے گئے وعدوں کی خلاف ورزی کی پاداش میں ہم پر آیا۔ اس بدعہدی کی سزا کے طور پر (سورہ التوبہ کی آیات ۷۵' ۷٦' ۷۷ کے مصداق) مسلمانان پاکستان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا گیا۔ یہ نفاق تین صورتوں میں ظہور پذیر ہوا :

۱۔ نفاق باہمی' یعنی مسلمانان پاکستان صوبائی' لسانی اور قبائلی عصبیتوں کا شکار ہو گئے اور یہ عصبیتیں ملکی سالمیت کے لئے مستقل خطرہ بن گئیں۔

۲۔ نفاق عملی' یعنی سیرت و کردار' امانت و دیانت اور اخلاقیات کا جنازہ نکل گیا اور

۳۔ دستوری نفاق' جو اجتماعی سطح پر نفاق کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ ہمارے دستور میں ایک طرف قرارداد مقاصد موجود ہے' جو اگرچہ بعض دینی عناصر کے پرزور مطالبے اور تحریک پر بادل نخواستہ منظور کی گئی تھی اور جو نظم مملکت کو قرآن و سنت کے مطابق چلانے کا تقاضا کرتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی بڑی ہی ہوشیاری اور عیاری کے ساتھ بعض ایسی دفعات کو بھی دستور میں شامل کر لیا گیا جو قرارداد مقاصد سے متصادم ہیں۔ چنانچہ قرارداد مقاصد عملاً غیر موثر ہو کر رہ گئی۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ موجودہ فرقہ واریت کا علاج یہی ہے کہ مختلف مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے مابین اتحاد کی کوششیں کی جائیں۔ اس اتحاد کی دو بنیادیں ہیں۔ اتحاد کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ ہم "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" (آل عمران : ۱۰۳) کے حکم قرآنی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ حضرت علیؓ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی رسی یعنی حبل اللہ سے مراد قرآن حکیم ہے جو زمین سے آسمان تک تنی ہوئی ہے۔ گویا فکری و نظری اتحاد کی بنیاد ہی قرآن حکیم ہے۔ لہٰذا جب تک اس کتاب اللہ کو اتحاد کی بنیاد نہیں بنایا جاتا' اتحاد کی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ ترجمان القرآن علامہ اقبال کا کہنا ہے کہ ۔

از یک آئینی مسلماں زندہ است
پیکرِ ملت ز قرآں زندہ ہست

اور ۔

ماہمہ خاک و دل آگاہ اوست
اعتصامش کن کہ حبل اللہ اوست!

لیکن قرآن کی بنیاد پر اتحاد کے لئے لازم ہے کہ پہلے افراد امت تقویٰ کی روش اختیار کریں' جس کا حکم سورۂ آل عمران کی آیت ۱۰۲ میں ("اعتصام بحبل اللہ" کے حکم سے معاً پہلے) بایں الفاظ دیا گیا ہے : "اے ایمان والو' اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان یعنی اللہ کے تابع فرمان ہو"

اس مقصد کے لئے افراد میں تقویٰ اور خدا ترسی کا پیدا ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ایک فصیل بنانے کے لئے اینٹوں کا پختہ ہونا ضروری ہے' ورنہ اتحاد پائیدار نہیں ہو گا۔

اتحاد کے لئے دوسری اور عملی بنیاد ایک بلند تر آدرش اور اعلیٰ مقصد کا پیش نظر ہونا ہے۔ اگر افراد کو

کسی اعلیٰ مقصد سے آگاہ کیا جائے' ان پر اس کی اہمیت واضح کی جائے اور اس کے لئے انہیں متحد و منظم کیا جائے تو فرقہ واریت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے تحریک پاکستان ہمارے لئے نمائندہ مثال ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اس وقت بھی فرقے تو موجود تھے لیکن "قیام پاکستان" کے مقصد نے فرقہ وارانہ جذبات مٹا دیئے تھے اور مسلمانان ہند ایک مقصد عظیم کے لئے متحد ہو گئے تھے۔ اسی طرح پاکستان میں رد قادیانیت کی تحریک اور بھارت میں مسلم پرسنل لاء کے تحفظ کے لئے چلائی گئی تحریک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ آج ہمارے لئے یہ اعلیٰ مقصد نفاذ اسلام اور احیائے نظام خلافت ہے۔

نفاذ اسلام کے عظیم مقصد کے حصول کے لئے لائحہ عمل پر گفتگو کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اس ضمن میں ہمارے لئے مشعل راہ (مذکورہ بالا دو آیات کے بعد وارد ہونے والی) سورۂ آل عمران کی آیت ۱۰۴ ہے: "ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحونO" "اور تم سے ایک جماعت لازماً ایسی وجود میں آنی چاہئے جو بھلائی کی دعوت دے' نیکی کا حکم کرے اور بدی سے روکے۔ اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں"۔

اس آیت مبارکہ میں اس جماعت کے تین اوصاف اور تین وظائف بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے پہلا وصف "دعوت الی الخیر" ہے۔ دعوت الی الخیر سے مراد قرآن حکیم کی جانب دعوت ہے' کیونکہ سب سے بڑا خیر اور سب سے بڑی بھلائی اللہ کی کتاب ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں نیکی کا حکم بھی دینا ہے اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک کرنے کے لئے نہی عن المنکر کا فریضہ بھی ادا کرنا ہے۔ یہ آخری کام انتہائی ضروری ہے۔ نبی اکرمؐ کا فرمان ہے کہ "تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے اپنے زور بازو سے روکے۔ پھر اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے (اس کے خلاف آواز اٹھائے) اور اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو پھر دل سے (برائی کو برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔

امیر تنظیم اسلامی نے بھارتی وزیر دفاع کی کنفیڈریشن کی تجویز پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۶۲ء میں جنرل ایوب خان نے بھی امریکہ کے زیر اثر انڈیا کے ساتھ مشترکہ دفاع کی تجویز (جائنٹ ڈیفنس سکیم) پیش کی تھی لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اسے پذیرائی نہیں ملی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ نہرو نے خود ہی اسے مسترد کر دیا۔ اب ایک مرتبہ پھر بھارت کی ایک بااثر شخصیت کی جانب سے کنفیڈریشن کی جو تجویز سامنے آئی ہے۔ یہ دراصل ایک سوچی سمجھی امریکی سکیم کا حصہ ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ امریکہ کو توقع تھی کہ کشمیری مسلمان تحریک آزادی کے نتیجے میں انڈیا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں گے اور بھارت کشمیر کو UNO کے پلیٹ فارم کے ذریعے ہمارے حوالے کر دے گا۔ اور ہم کشمیر میں بیٹھ کر پورے علاقے کو کنٹرول کرنے کی پالیسی کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ لہٰذا امریکہ کی طرف سے اب یہ پالیسی اپنائی گئی ہے کہ بھارت ہی کو اس علاقے میں نئے عالمی مالیاتی استعمار کا علاقائی سربراہ بنایا جائے۔ تاکہ جیسے کبھی شاہ ایران اس خطے میں امریکی مفادات کی حفاظت کرتا تھا اس طرح اب یہ کام بھارت کرے۔ اس پالیسی کی اہمیت اس لئے بھی دو چند ہو گئی ہے کہ حال ہی میں روس چین اور وسط ایشیا کی چار مسلم ریاستوں پر مشتمل ایک علاقائی اتحاد وجود میں آ گیا ہے جو ظاہر ہے کہ علاقے میں امریکی مفادات کے لئے سخت خطرہ کا باعث بن سکتا ہے۔ انڈیا کی "تھانیداری" قائم کرنے کی وجہ سے اب جہاد کشمیر کو دہشت گردی قرار دیا جانے لگا ہے۔ ہمیں اسی پس منظر میں اس بیان کو سمجھنا چاہئے۔

اس تناظر میں حکومت پاکستان کے کرنے کے دو کام ہیں۔

اصل کام اور بہترین صورت تو یہ ہے کہ

(۱) افغانستان میں طالبان حکومت کو فوراً تسلیم کیا جائے اور کنفیڈریشن کی تجویز کو سختی سے رد کر کے مشرق (انڈیا) کی بجائے مغرب (افغانستان) سے تعلقات بڑھائے جائیں۔

(۲) ایران کے خلاف امریکہ کے کسی بھی قسم کے اقدام میں ملوث نہ ہوا جائے اور

(۳) چین کے ساتھ ساتھ روس کے ساتھ بھی تعلقات بہتر بنائے جائیں۔

دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ امریکہ بہادر اگر ہماری کمزوری کا فائدہ اٹھا کر ہمیں انڈیا کے ساتھ کنفیڈریشن پر مجبور ہی کر دے تو اس صورت میں ہمارے لئے لازم ہے کہ (۱) ہم پہلے اپنے نظریاتی قومی تشخص کو محفوظ بنا لیں۔ اسلامی نظام کی جانب مثبت پیش قدمی کریں اور (۲) قرآن کے نام پر اس ملک میں اتحاد کی ایک تحریک اٹھے۔ اس قرآنی تحریک کے اثرات پاکستان ہی میں نہیں انڈیا میں بھی ہوں گے۔ اگر یہ دو کام ہو جائیں تو مجبوری کے درجے میں بھارت کے ساتھ تعلقات استوار کرنے اور تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ افتراق امت کا علاج ہی نہیں دشمنان دین و ملت کا تریاق بھی قرآن مجید ہی ہے۔OO

علامہ شبیر بخاری کی تنظیم اسلامی میں شمولیت

علامہ شبیر بخاری نے جو لاہور کے دینی' علمی اور ادبی حلقوں میں ایک بزرگ اور قابل احترام ماہر تعلیم' پختہ دینی مزاج رکھنے والے دانشور اور ایک کہنہ مشق صحافی کے طور پر پہچانے جاتے ہیں' ۲۰/ مئی کو باضابطہ طور پر تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ علامہ صاحب اس سے قبل محترم ڈاکٹر صاحب کی دعوت پر مرکزی انجمن کے تحت منعقد ہونے والے سالانہ محاضرات قرآنی میں باقاعدگی سے شریک ہوتے اور محاضرات کی مختلف نشستوں میں قابل قدر مقالات پیش فرماتے رہے ہیں۔ رفقاء و احباب کی دلچسپی کے لئے علامہ صاحب کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

علامہ بخاری صاحب کی ولادت ۱۹۲۰ء میں چونیاں ضلع قصور میں ہوئی۔ حصول تعلیم کے ضمن میں علی گڑھ یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی سے استفادہ کیا۔ تاریخ اور اردو میں ایم اے کرنے کے علاوہ بی ٹی کا امتحان بھی پاس کیا۔ بعد ازاں تعلیم و تدریس کے شعبے سے منسلک ہوئے اور اس شعبے میں اہم انتظامی مناصب پر بھی فائز رہے۔ ان مناصب میں قابل ذکر حسب ذیل ہیں: ڈائریکٹر تعلیمات پنجاب' ڈائریکٹر اشاعت و تحقیق پنجاب' ڈائریکٹر مناہج الدراسہ مغربی پاکستان' مشیر تعلیمات (اوقاف) مغربی پاکستان' رکن چانسلرز کمیٹی بہاولپور یونیورسٹی و ملتان یونیورسٹی۔ ان اہم انتظامی مناصب کے علاوہ علامہ صاحب متعدد علمی تحقیقی اداروں مثلاً اردو اکادمی' قومی تعلیمی کونسل پاکستان اور پاکستان رائٹرز گلڈ کے ساتھ بھی بھرپور طور پر وابستہ رہے۔ آج کل علامہ موصوف اپنی پیرانہ سالی کے باوجود تن تنہا ایک سہ ماہی علمی تحقیقی جریدہ "فکر" باقاعدگی سے نکال رہے ہیں جو ان کی جواں ہمتی کی نمایاں دلیل ہے۔ علامہ صاحب کی تنظیم اسلامی میں شمولیت ہمارے لئے باعث مسرت و افتخار ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ علامہ موصوف کی علمی و فکری صلاحیتیں تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت پاکستان کے کام کو آگے بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

آزاد و خود مختار قوموں کے اندرونی معاملات میں مداخلت حقیقی دہشت گردی ہے

امریکہ دنیا میں پائیدار امن کے قیام کا خواہش مند ہے تو اسے عدل و انصاف کا علمبردار بننا ہوگا

مرزا ایوب بیگ' لاہور

8/ مئی کے اخبارات میں K.P.I کے حوالہ سے امریکی انتظامیہ کی رپورٹ جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی جس میں امریکہ کے اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ وہ دنیا سے دہشت گردی کا خاتمہ کر کے رہے گا اور اس مقصد کے لئے اس نے دنیا کے 80 ممالک سے انیس ہزار افراد پر مشتمل ایک ٹاسک فورس قائم کر دی ہے جو ہوائی اڈوں' مذہبی عبادت گاہوں' تجارتی سینٹرز اور دیگر حساس مقامات کی حفاظت کرے گی۔ اس رپورٹ میں پاکستان اور افغانستان پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ افغانستان میں دہشت گردی کے کیمپ قائم کرنے میں ملوث ہیں اور ان کیمپوں سے تربیت حاصل کرنے والے نوجوان کشمیر' بوسنیا' تاجکستان اور چیچنیا میں دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہیں۔ گلبدین حکمت یار' عبدالرسول سیاف اور احمد شاہ مسعود کا باقاعدہ نام لے کر انہیں مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ دہشت گردی کے ان کیمپوں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اسلامی انتہا پسند تنظیمیں اور مخیر مسلمان ان کی مالی حمایت اور سرپرستی کر رہے ہیں۔ اس رپورٹ میں مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی کی وجہ سے بھارتی سلامتی کو درپیش شدید خطرے پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا جب کہ مشرقی پنجاب میں علیحدگی کی تحریک پر قابو پانے کی کوشش پر اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان تمام ممالک کو اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ وہ امریکی ہدایات پر سختی سے عملدرآمد کریں۔

یوں تو اس رپورٹ میں بہت سی چونکا دینے والی باتیں ہیں لیکن جس تحکمانہ انداز سے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے دوسرے ممالک کو امریکی ہدایات پر عملدرآمد کرنے کے لئے کہا گیا اس نے ماضی کے ان بادشاہوں کی یاد تازہ کر دی جن کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ خود بخود قانون کی حیثیت اختیار کر لیتا تھا۔ آج کے جمہوری دور میں کسی ملک کی وفاقی حکومت کا اپنی صوبائی حکومتوں کے لئے بھی ایسا طرز تخاطب پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا چہ جائیکہ ایک ملک عالمی تھانیدار کی حیثیت اختیار کر کے دوسرے آزاد اور خود مختار ممالک کو احکامات جاری کرے۔ امریکی ذہنیت اور اس کے طرز عمل کا اندازہ امریکہ میں پاکستان کی سابقہ سفیرہ اور موجودہ وفاقی وزیرہ محترمہ عابدہ حسین کے اس مکالمے سے کیا جاسکتا ہے جو واشنگٹن کی ایک تقریب میں ایک امریکی جرنیل سے ہوا۔ محترمہ نے امریکہ میں سفارتی ذمہ داریوں سے فارغ ہو کر پاکستان میں ایک سیمینار میں انکشاف کیا کہ دوران تقریب جرنیل صاحب نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ پاکستان نے کیا ایٹم بم' ایٹم بم کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ محترمہ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ اگر امریکہ کو اپنی خود مختاری اور سلامتی کی حفاظت کے لئے ایٹم بم کی ضرورت ہے تو یہ حق پاکستان کو کیوں حاصل نہیں اس پر جرنیل صاحب طیش میں آگئے اور غصے میں فرمایا "تمہیں یہ بات جان لینی چاہئے کہ امریکہ' امریکہ ہے اور پاکستان' پاکستان ہے"۔ گویا انہوں نے دھمکی دی کہ پاکستان کو اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہئے اور ان کی بعد کی گفتگو کا حاصل یہ تھا کہ امریکہ اس وقت ایک مست ہاتھی کی مانند ہے اس کے راستے میں جو آئے گا کچلا جائے گا۔

امریکہ کو دنیا میں سپرپاور کی حیثیت اختیار کئے لگ بھگ نصف صدی ہو چکی ہے اس دوران اس نے بنیادی انسانی حقوق کا مسئلہ ہو یا ممالک کی خود مختاری اور سلامتی کا مسئلہ' اپنے لئے اور دوسروں کے لئے ہمیشہ الگ الگ معیار مقرر کئے یہاں تک کہ مغربی یورپ کے ممالک' جن کے ساتھ اس کے مذہبی ثقافتی اور تہذیبی رشتے بہت گہرے ہیں امریکہ نے بین الاقوامی معاملات میں خصوصاً سیاسی اور دفاعی لحاظ سے ان پر بھی اپنا موقف مسلط کرنے کی ہمیشہ کوشش کی۔ جہاں تک ایشیا' افریقہ' مشرق وسطیٰ اور اب مشرقی یورپ کے ممالک کا تعلق ہے ان کے داخلی معاملات میں مداخلت کرنا' ان کی خارجی پالیسیوں کو اپنے مفادات کے تابع کرنا یہاں تک کہ بہت سے ممالک میں اپنی ناپسندیدہ حکومتوں کا تختہ الٹ دینا وہ اپنا حق سمجھتا ہے۔ سوویت یونین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے اور سرد جنگ کے خاتمے کے بعد وہ دنیا کی سپر نہیں سپریم پاور بن چکا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ بڑے بھائی کا رول ادا کرتا لیکن وہ اپنے اور دوسری خصوصاً تیسری دنیا کے مابین حاکم اور محکوم کا رشتہ قائم کرنے پر تلا ہوا ہے۔

اس طویل تمہید کے پس منظر میں امریکی انتظامیہ کی جاری کردہ رپورٹ کو سمجھنا نسبتاً آسان ہو گا۔ دہشت گردی کے حوالہ سے سنگین ترین الزامات افغانستان اور پاکستان پر لگائے گئے ہیں جہاں مبینہ طور پر دہشت گردی کے تربیتی کیمپ قائم ہیں۔ گو جنگ و جدل میں مشغول و مصروف رہنا پٹھان کلچر کا حصہ ہے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ 1979ء سے پہلے پاکستان کی مغربی سرحد جہاں قبائل آباد ہیں اور پورے افغانستان میں گوریلا وار کے لئے باقاعدہ تربیتی کیمپوں کے قیام کا تاریخ میں کہیں سراغ نہیں ملتا۔ 1979ء میں جب سوویت یونین دریائے توی کو عبور کر کے افغانستان میں داخل ہوا تو اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ کیمونسٹ فوجوں کی مزاحمت میں افغانیوں نے اگر جان کی بازی لگائی تو امریکیوں نے اپنی تجوریوں اور اسلحہ خانوں کے منہ کھول دیئے۔ ان دنوں امریکہ افغانستان اور پاکستان پر بہت مہربان تھا۔ ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول کی طرف پاکستان کی پیش رفت پر آنکھیں موندھ لی گئیں۔ پاکستان پر افغان پناہ گزینوں کا بوجھ پڑا تو امریکہ اور یورپ سے مال اور اجناس کی صورت میں بڑی فراخدلی سے امداد پہنچ گئی۔ انہی افغان پناہ گزینوں کے لئے سرحد کے دونوں طرف گوریلا وار کی تربیت کے لئے کیمپ قائم کئے گئے۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ آخر سٹنگر میزائل افغانستان میں تو نہیں بنتا تھا' نہ افغانی اسے چلانے کی مہارت رکھتے تھے' کون انہیں مہیا کرتا تھا اور کون انہیں استعمال کی ترکیب بتاتا تھا؟ یہ بات الگ ہے کہ سوویت یونین کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے مقصد کو حاصل کرنے کے بعد مفادات کی تبدیلی سے اب امریکہ بہادر کو یہ کیمپ کھٹکنے لگے ہیں اور ان کی دہشت گردی اٹھارہ سال بعد اس پر عیاں

ہوئی ہے۔

کشمیر کی تحریک آزادی کے حوالہ سے بھارتی سلامتی کو جو شدید خطرہ امریکہ کو محسوس ہونا شروع ہوا ہے' اس کا احساس بھی روس' چین اور وسطی ایشیا کی تین ریاستوں کے مابین اتحاد کے فوری بعد اچانک امریکہ کو ہوا ہے۔ حالانکہ ماضی قریب کی بات ہے کہ مسز رابن رافیل نے بھارت کے دورہ کے دوران واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ کشمیر طے شدہ نہیں بلکہ متنازعہ مسئلہ ہے۔ کشمیر کے مسئلہ پر امریکہ بھارت اختلافات اس قدر شدید ہوئے کہ بھارتی وزیر خارجہ نے پارلیمنٹ میں کھلم کھلا الزام لگایا کہ امریکہ کشمیری حریت پسندوں کی حمایت کر رہا ہے۔ لیکن چین اور روس کے قریب آجانے کے بعد بھارتی حمایت کی امریکہ کو ضرور محسوس ہوئی تو کشمیر کی تحریک آزادی بھارت کی سلامتی کے لئے ایک خطرہ نظر آنے لگی۔

حال ہی میں ہونے والا فرانس چین معاہدہ بھی امریکہ کی عالمی تھانیداری کے خلاف ایک ردعمل ہے۔ فرانس مغربی یورپ کا پہلا ملک ہے جس نے عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ بعض معاہدے کئے ہیں جن میں سے قابل ذکر معاہدہ یہ ہے کہ کسی ایک ملک کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ عالمی مالیاتی نظام کو اپنے مفادات کے تابع کرے۔ فرانس چین معاہدے سے بھی یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ امریکہ اب روس اور چین کا ہوا دکھا کر یورپ کو بلیک میل نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا امریکہ کو اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ NATO کو مصنوعی خدشات سے مضبوط یا وسیع نہیں کیا جا سکتا۔

امریکی انتظامیہ کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ کا مفصل جائزہ لینے سے بات بہت طویل ہو جائے گی۔ ہمارا مقصد صرف امریکہ بہادر کی خدمت میں یہ عرض کرنا تھا کہ قوموں کے عروج و زوال کی داستانوں سے انسانی تاریخ اٹی ہوئی ہے اور یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ سدا عروج کسی قوم کا مقدر نہ بن سکا' البتہ تاریخ شاہد ہے کہ عدل کا عروج سے اور ظلم کا زوال سے گہرا تعلق ہے۔ امریکہ اگر دنیا میں حقیقی امن کا خواہاں ہے اور قتل و غارت گری کا خاتمہ چاہتا ہے تو اسے جان لینا چاہئے کہ عدل کو بنیاد بنائے بغیر اس مقصد کا حصول ممکن نہیں۔ یہ درست ہے کہ دہشت گردی ایک قبیح اور مذموم فعل ہے اور کوئی مہذب معاشرہ دہشت گردی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ انسانی حقوق کے علمبرداروں کو علم ہونا چاہئے کہ آزادی انسان کا سب سے پہلا حق ہے۔ کسی قوم سے آزادی کا حق چھیننا یا اس کی خود مختاری اور سلامتی کو

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

تنظیمی و انتظامی امور کے ضمن میں اہم اطلاعات

محترم عبدالرزاق کو ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان مقرر کر دیا گیا

مرکزی دفتر سے جاری کردہ سرکلر کے مطابق امیر تنظیم اسلامی نے ناظم حلقہ کراچی جناب عبدالرزاق کو تنظیم اسلامی پاکستان کے ناظم اعلیٰ کی ذمہ داری سونپ دی ہے۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق کو جو اس سے قبل ناظم اعلیٰ کی ذمہ داری نبھا رہے تھے' امیر حلقہ پنجاب شرقی کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔

تنظیم اسلامی کی حلقہ جاتی تقسیم میں ردوبدل

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے توسیعی مجلس عاملہ کے اجلاس 4 تا 6 مئی میں مشورہ کے بعد حلقہ جاتی تقسیم میں تبدیلیاں کی ہیں چنانچہ لاہور ڈویژن' گوجرانوالہ ڈویژن' ضلع ساہیوال اور ضلع بہاولنگر پر مشتمل پنجاب شرقی کے عنوان سے ایک نیا حلقہ تشکیل دیا گیا ہے اور ڈاکٹر عبدالخالق کو اس حلقے کا امیر مقرر کیا گیا ہے۔ یہ حلقہ تین ذیلی حلقوں پر مشتمل ہو گا۔ اس فیصلے کی رو سے:

۱) حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن اب "ذیلی حلقہ پنجاب شرقی بالا" کہلائے گا۔ جناب شاہد اسلم اس حلقے کے ناظم ہوں گے

۲) ضلع لاہور پر مشتمل حلقے کا نام اب "ذیلی حلقہ لاہور" ہو گا جس کے ناظم جناب فیاض حکیم ہوں گے۔

۳) قصور' اوکاڑہ' ساہیوال' پاکپتن اور بہاولنگر کے اضلاع پر مشتمل نیا ذیلی حلقہ "ذیلی حلقہ پنجاب شرقی زیریں" کے نام سے قائم کر دیا گیا ہے۔ اس حلقے کے ناظم جناب محمد اشرف وصی ہوں گے

ذیلی حلقہ پشاور و مردان کا قیام

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے توسیعی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 4 تا 6 مئی 97ء میں پشاور اور مردان ڈویژن کے علاقوں پر مشتمل ذیلی حلقہ قائم کر دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال صافی حلقہ کے ناظم ہوں گے

جناب عمران چشتی کو لاہور وسطی کا نیا امیر مقرر کر دیا گیا

تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر سے جاری کردہ آفس آرڈر کے مطابق جناب عمران چشتی کو لاہور وسطی کے امیر کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ جب کہ مرزا ایوب بیگ کو لاہور وسطی کی امارت کی ذمہ داری سے فارغ کر کے امیر تنظیم اسلامی کا مشیر برائے سیاسی امور مقرر کیا گیا ہے۔

حلقہ جات میں امراء کا تقرر کر دیا گیا

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے تنظیم اسلامی کے حلقہ جات میں ناظمین کی جگہ امراء حلقہ مقرر کر دیئے ہیں چنانچہ میجر (ر) فتح محمد امیر حلقہ سرحد' مولانا مظفر حسین ندوی امیر حلقہ آزاد کشمیر' جناب ڈاکٹر عبدالخالق امیر حلقہ پنجاب شرقی' جناب محمد رشید عمر امیر حلقہ پنجاب غربی' جناب مختار حسین فاروقی امیر حلقہ پنجاب جنوبی' جناب محمد نسیم الدین امیر حلقہ سندھ و بلوچستان اور حلقہ متحدہ امارات کے امیر جناب محمد خالد ہوں گے۔

حافظ عاکف سعید کو ناظم نشر و اشاعت کی ذمہ داری تفویض کر دی گئی

تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر سے جاری کردہ آفس آرڈر کے مطابق جناب حافظ عاکف سعید صاحب کو تنظیم اسلامی کے ناظم نشر و اشاعت کی ذمہ داری دی گئی ہے جب کہ مرزا ایوب بیگ اور نعیم اختر عدنان اس شعبہ میں ان کے معاون ہوں گے۔

عزت نفس اور حمیت دینی کی ایک شاندار مثال

حیات مودودیؒ کا ایک روشن ورق

روایت : سیدہ حمیرا مودودی

یہ واقعہ تو معلوم و معروف ہے کہ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان منتقل ہونے پر اولاً مولانا مودودی مرحوم اور جماعت اسلامی کے دفاتر اور کارکنوں کی رہائش وغیرہ کے لئے وہ وسیع و عریض عمارتی کمپلیکس الاٹ ہوا تھا جہاں اب "مدرستہ البنات" قائم ہے لیکن جلد ہی "بعض وجوہات" کی بنا پر مولانا مرحوم اپنے رفقاء کار اور دفاتر سمیت وہاں سے نکل کر کچھ عرصہ شامیانوں میں مقیم رہے ـــــ جس کے بعد اچھرہ میں ذیلدار پارک کی ایک کوٹھی کرایہ پر حاصل کر کے وہاں منتقل ہو گئے۔ لیکن الاٹ شدہ بنگلہ سے نکلنے کے اسباب کے ضمن میں عام تاثر یہ تھا کہ یہ قدم مولانا مرحوم نے از خود کچھ متعلقہ سرکاری افسروں کے رویہ سے دل برداشتہ ہو کر اپنی عزت نفس کی حفاظت کے لئے اٹھایا تھا ـــــ لیکن روزنامہ جنگ لاہور کی اشاعت بابت ۸/ مئی میں مولانا کی صاحبزادی سیدہ حمیرا مودودی کا جو انٹرویو شائع ہوا' اس میں یہ چونکا دینے والا انکشاف سامنے آیا کہ یہ فیصلہ مولانا مرحوم نے خان لیاقت علی خان مرحوم کے ایک "طعنے" کی بنا پر کیا تھا اور اس میں صرف "عزت نفس" ہی نہیں بلکہ "حمیت دینی" کا عنصر بھی شامل تھا۔

راقم الحروف نے اخباری انٹرویو پڑھنے کے بعد سیدہ حمیرا مودودی سے رابطہ کیا تو انہوں نے واقعے کی مزید تفاصیل بھی بیان کیں جن کے ضمن میں ان سے درخواست کی گئی کہ انہیں خود اپنے قلم سے تحریر کر دیں' چنانچہ ان کی تحریر بعض لفظی ترامیم کے ساتھ ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔

راقم نے اس واقعے کی توثیق جماعت اسلامی کے بعض سینئر ارکان (جیسے رانا اللہ داد خان صاحب اور ملک محمد اسلم صاحب) سے حاصل کرنا چاہی تو انہوں نے قطعی لاعلمی کا اظہار کیا بلکہ ایک حد تک نفی بھی کی۔ مزید برآں اس واقعے کی راویہ چونکہ خود اپنے بیان کے مطابق اس وقت عمر کے اس مرحلے میں تھیں کہ کھلونوں سے دلچسپی رکھتی تھیں للٰذا اس سے بھی روایت میں "ضعف" کا عنصر شامل ہو سکتا ہے ـــــ لیکن ـــــ ان دونوں امور کے باوجود بیان شدہ واقعہ خاصا قرین قیاس نظر آتا ہے ـــــ اس لئے کہ اولاً اس میں جو تصویر قائداعظم کی نظر آتی ہے اس میں ان کے مزاج کا تحمل اور بردباری کا عنصر نمایاں طور پر موجود ہے' ثانیاً ـــــ جو نقشہ نوابزادہ لیاقت علی خان کا سامنے آتا ہے وہ بھی ان کے "نوابزادانہ" پس منظر کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہے! ـــــ ان کا یہی ذہن اور مزاج ان کے اس قول میں بھی سامنے آیا تھا جو انہوں نے ڈھاکہ میں مولانا مودودی کی گرفتاری سے متعلق سوالات کی بوچھاڑ کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا یعنی : "مولانا مودودی پاکستان کے امیر المومنین بننا چاہتے ہیں! جبکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ پاکستان کو پوری طرح بن تو لینے دو (یعنی مستحکم تو ہو لینے دو!) پھر جس کا جو جی چاہے بن لینا"۔ لیاقت علی خان مرحوم کا یہ جملہ تو خیر اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا' لیکن ایک دوسری بات' جو اگرچہ مطبوعہ صورت میں تو کم از کم راقم الحروف کے علم میں نہیں آئی تاہم حلقہ دیوبند کے علماء کے حلقے میں کثرت سے کہی اور سنی جاتی ہے' یہ ہے کہ جب قرارداد مقاصد زیر تجویز تھی اور اس موقع پر حکومت کے ذمہ دار حضرات حیل و حجت سے کام لے رہے تھے تو بالآخر مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے خان لیاقت علی خان سے مخاطب ہو کر گرجدار آواز میں کہا تھا کہ "لیاقت! اگر آج یہ قرارداد منظور نہ ہوئی تو میں ابھی دستور ساز اسمبلی سے مستعفی ہو کر باہر جاؤں گا اور عوام سے کہوں گا کہ مسلم لیگ نے مسلمانان ہند کے ساتھ بہت بڑا دھوکہ کیا ہے!" جس پر حکومت وقت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اور "قرارداد مقاصد" منظور ہو گئی! (واللہ اعلم!) ـــــ ثالثاً' مولانا مودودی مرحوم کے غیظ و غضب کا جو نقشہ اس روایت میں سامنے آتا ہے وہ بھی اس "جلالی" انداز سے بالکل مطابقت رکھتا ہے جو ماہنامہ "ترجمان القرآن" کے ان تین شماروں کے اداریوں ("اشارات") میں نمایاں طور پر موجود ہے جو قیام پاکستان کے فوراً بعد شائع ہوئے تھے اور جن میں مولانا مرحوم نے تحریک پاکستان کی "قیادت عظمیٰ" کی ان غلطیوں پر مشتمل "فرد قرارداد جرم" بیان کی تھی جس کی بنا پر' ان کی رائے میں' اس کا احتساب "مجرموں کے کٹہرے" میں کھڑا کر کے کیا جانا ضروری تھا۔

رہی یہ بات کہ مولانا مرحوم نے اس بات کا چرچا کیوں نہ کیا ـــــ تو میرے نزدیک یہ ان کے ظرف کی وسعت کی مظہر ہے کہ اسکا ذکر اپنے اہل خانہ تک محدود رکھا اور عام نہیں کیا ـــــ اور یہ بات تو معلوم و معروف ہے ہی کہ مولانا کے اہل خانہ اور جماعت اسلامی کی "بیوروکریسی" کے مابین مغائرت کی خلیج ابتداء ہی میں حائل ہو گئی تھی جو بعد میں روز بروز بڑھتی چلی گئی ـــــ تا آنکہ آج مولانا مرحوم کی اولاد کا غالب حصہ موجودہ جماعت اسلامی سے سخت نالاں اور بیزار ہے! (اسرار احمد عفی عنہ)

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد جب ہجرت کر کے ہم پاکستان یعنی لاہور آئے تو ہم کو سوہن لال کالج الاٹ کیا گیا' پورے کالج کی عمارت اور استادوں کے رہائشی مکانات جماعت اسلامی کے استعمال میں تھے اور پرنسپل کی کوٹھی ہمیں ذاتی طور پر ملی۔ یہ تین منزلہ کوٹھی پر تعیش سامان سے بھری ہوئی تھی' جو seal توڑ کر ہمیں دی گئی تھی۔ Dinning table پر چائے کے برتن پڑے ہوئے تھے اور ایسے لگتا تھا کہ اس گھر کے مکین چائے پی رہے تھے اچانک جان بچانے کے لئے بھاگنا پڑا کیونکہ پیالیوں میں چائے پڑی تھی جو تقریباً سوکھ چکی تھی۔ باورچی خانے میں آٹا گندھا چھوڑ دیا گیا تھا جو خمیرہ ہو کر پرات سے باہر آ کر سوکھ چکا تھا۔ بعض الماریوں کے پٹ کھلے تھے اور ہر طرف دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس گھر کے مکین ایسی افراتفری میں یہاں سے نکل بھاگے کہ پلٹ کر دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

اس گھر پر جو حسرت برس رہی تھی اسے دیکھ کر میری دادی اماں نے کہا "جس مال نے اپنے مالک سے وفا نہ کی وہ ہم سے کیا وفا کرے گا۔ اس گھر کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤ"۔ بہرحال ہم کوئی ایک ماہ کے قریب ہی وہاں رہے تھے کہ ایک دن اخبار جو صبح صبح آیا اور اس میں قائداعظم محمد علی جناح کا بیان میرے والد نے پڑھا اس کے بعد جو کچھ ہوا اس سے ثابت ہو گیا کہ دادی اماں نے جو یہ فقرہ کہا تھا کہ جس مال نے اپنے مالک سے وفا نہ کی وہ ہم سے کیا وفا کرے گا سچ تھا۔ وہ بیان یہ تھا کہ اب ہم پاکستان میں ایسا قانون بنائیں گے کہ ہندو ہندو نہ رہے اور مسلمان مسلمان نہ رہے بلکہ سب مل کر انسان بن کر رہیں۔ (ایک ہندو جوگندر ناتھ منڈل کو وزیر قانون اور ایک قادیانی چودھری ظفر اللہ کو وزیر خارجہ بنانا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ جوگندر ناتھ منڈل تو بعد میں ہندوستان بھاگ گیا تھا)۔

مندرجہ بالا بیان پڑھ کر میرے والد نے قائداعظم سے ملاقات کا وقت مانگا اور اسی دن شام ۴ بجے کا وقت مل گیا۔ ملاقات میں میرے والد نے جو اخبار اپنے ساتھ لے گئے تھے قائداعظم کو ان کا بیان دکھایا اور کہا کہ جناب یہ بیان بہت دیر سے آیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء سے چھ مہینے پہلے یہ بیان آ جاتا۔ پھر انہوں نے توجہ دلائی ان لاشوں کی طرف جو لاہور کے ریلوے اسٹیشن کے چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں اور جن کو کتے اور گدھ کھا رہے تھے (اس لئے کہ جن

کا فرض تھا کہ وہ شہداء کی لاشوں کو دفناتے وہ تو ہندوؤں کی کوٹھیاں اور ان کی دولتیں لوٹنے اور مال سمیٹنے میں مصروف تھے) میرے والد نے کہا کہ یہ بیان اگر چھ مہینے پہلے آجاتا تو یہ سب شہداء آرام سے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوتے۔ ابھی کل شملے سے گورنمنٹ سرونٹس کی ٹرین لاہور پہنچی ہے جس میں ایک آدمی بھی زندہ سلامت نہیں پہنچا اور جس کے پہیوں سے خون کے لوتھڑے لٹک رہے تھے۔ ابھی مسلمانوں کی بیٹیاں سکھوں کے گھروں سے بازیاب نہیں ہوئیں' ابھی شہداء کی لاشیں دفنائی نہیں گئیں' اور آپ نے پاکستان کو Secular state بنانے کا اعلان کر دیا۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے گھر بار چھوڑ کر اس لئے نکل آئے تھے کہ آپ نے پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ لگایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ یہ ایک اسلامی جمہوری ملک ہو گا اور یہاں اسلامی قانون نافذ ہو گا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اب آپ پھر اپنے اسی وعدے کو دہرایئے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ' ورنہ یہ تاریخ کا سب سے بڑا دھوکہ ہو گا جو برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ گویا انہوں نے قائد اعظم سے "قرارداد مقاصد" پاس کرنے کا مطالبہ کیا۔

قائد اعظم تو یہ سب کچھ تحمل کے ساتھ سن کر کہتے رہے کہ مولانا آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا لیکن لیاقت علی خان' جو وہاں موجود تھے' غصے میں آگئے اور کہنے لگے : مولانا آپ بھول رہے ہیں کہ آپ گورنمنٹ کی alotted کوٹھی میں بیٹھے ہوئے ہیں' پہلے گورنمنٹ کی الاٹڈ کوٹھی میں سے بال بچوں سمیت باہر نکلئے اور پھر قرارداد مقاصد پاس کرنے کا مطالبہ کیجئے۔ جب آپ بال بچوں کے ساتھ سڑک پر آجائیں گے پھر دیکھوں گا کہ آپ کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا کتنا درد ہے۔ (میرے والد نے کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا تھا اور نہ وہ سب سے سخت وقت تھا) یہ سن کر میرے والد نے لیاقت علی خان سے کہا کہ آج رات میرے بچے اس کوٹھی میں نہیں سوئیں گے اور کل صبح کو میں کوٹھی کی اور پورے سوہن لال کالج کی چابیاں آپ کو لا کر دے دوں گا لیکن آپ اپنے وعدے کے مطابق قرارداد مقاصد پاس کریں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھے اور وہاں سے آتے ہی خیموں کا آرڈر دیا اور دو خالی تانگے ساتھ لائے' وہ مغرب کی نماز سے ذرا پہلے گھر واپس آئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کا رنگ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اندر آ کر انہوں نے ہماری والدہ اور دادی اماں سے کہا کہ صرف وہ چیزیں اٹھا لو جو تم لوگ پٹھانکوٹ سے اپنے ساتھ لائے تھے اور بچوں کو لے کر فوراً باہر تانگوں میں بیٹھ جاؤ۔

اب نہ والدہ پوچھتی ہیں اور نہ بیوی پوچھتی ہے کہ ہندوستان سے تو ہجرت کر کے یہاں آگئے اور اب یہاں سے ہجرت کر کے کہاں جانا ہے۔ دونوں خواتین خاموشی سے اٹھیں اور اپنی وہی چیزیں سمیٹنے لگیں جو پٹھانکوٹ سے ہم ساتھ لائے تھے۔ چلتے وقت ہم بچوں نے کچھ کھلونے اٹھا لئے جو اس گھر میں تھے تو ہمارے ہاتھوں سے وہ کھلونے چھین چھین کر ہماری دادی اماں نے نیچے رکھے یہ کہہ کر کہ "تم نے اپنے باوا کو نہیں دیکھا ہے کہ وہ کس قدر غصے میں ہیں"۔

بہرحال ہم باہر نکل کر تانگوں میں بیٹھے اور باقی گھروں سے بھی سب عورتیں اور بچے تانگوں میں بیٹھ رہے تھے اور پھر یہ قافلہ اسلامیہ پارک چوبرجی پہنچا اور جہاں آج کل ڈاکٹر ریاض قدیر مرحوم کی کوٹھی ہے وہاں پہلے سے جماعت اسلامی کے آدمی خیمے لے کر پہنچ چکے تھے اور کیمپ لگ چکا تھا۔ ان خیموں میں ہم تقریباً ڈھائی ماہ رہے۔

اگلے دن وعدے کے مطابق ابا جان نے کوٹھی اور سوہن لال کالج کی تمام چابیاں لیاقت علی خان صاحب کو پیش کیں اور قرارداد مقاصد پاس کرنے کا مطالبہ کیا (سوہن لال کالج بعد میں مدرستہ البنات کو الاٹ ہو گیا تھا) چابیاں hand over کرنے کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ سب سے پہلے شہداء کو دفنایا جائے۔ لہٰذا ٹرک کرائے پر لئے گئے اور جماعت کے کارکن دو ٹیموں میں بٹ گئے۔ ایک ٹیم آج کل سمن آباد جہاں آباد ہے اس علاقے میں بڑی سی اجتماعی قبر کھودتی تھی اور دوسری ٹیم ٹرک پر لاشیں لے کر آتی تھی اور ان کو اجتماعی قبر میں دفنایا جاتا تھا۔ اس کے بعد پہلی ٹیم اگلی قبر کھودنے میں مصروف ہو جاتی تھی اور دوسری ٹیم لاشیں لینے روانہ ہو جاتی تھی۔ ہم بچے سارا دن وہاں کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھا کرتے تھے۔ کتنی ہی مرتبہ ہم کو وہاں سے یہ کہہ کر بھگایا جاتا تھا کہ بچے لاشوں کو نہیں دیکھا کرتے رات کو سوتے میں ڈرو گے' بھاگو یہاں سے لیکن ہم پٹھانکوٹ ہی سے اتنی لاشیں دیکھتے آرہے تھے کہ بالکل ڈر نہیں لگتا تھا —— یاد رہے کہ یہ وہ قربانیاں ہیں جن کی وجہ سے ہمیں پاکستان ملا۔

جب ساری لاشیں دفنا دی گئیں تو مہاجرین کے کیمپوں کا انتظام سنبھالا گیا اس لئے کہ جو لوگ کیمپوں کو سرکاری طور پر سنبھال رہے تھے ان میں سے بعض donation میں آئی ہوئی رضائیاں اور اشیائے خوراک اور کپڑے وغیرہ بیچ کر خوب مہاجرین کی کھال اتار رہے تھے۔ اس کے علاوہ جو مہاجر لڑکیاں سکھوں کی دست برد سے بچ کر پاکستان پہنچ گئی تھیں اور اپنے لواحقین سے بچھڑ گئی تھیں ان پر بھی کچھ "سرکاری" لوگ ہاتھ صاف کر رہے تھے۔ کئی لوگوں نے شکایتیں کیں کہ اگر پاکستان پہنچ کر بھی عزتیں محفوظ نہیں تو پھر اب کہاں جائیں گے —— کیمپوں سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ سکھوں سے بازیاب کی گئی لڑکیاں پہنچنے لگیں اور یہ اس پوری داستان کا سب سے دردناک باب ہے۔ اکثر لڑکیاں زخموں سے چور تھیں۔ ایک لڑکی کی ایک آنکھ کرپان سے نکال دی گئی تھی۔ ایک اور کے رخسار پر بڑا گہرا گھاؤ تھا۔ کسی کی چھاتیاں کٹی ہوئی تھیں' تقریباً سب کے جسم پر دانتوں سے کاٹنے کے نشانات تھے۔ یہ تو وہ زخم تھے جو ان کے جسموں کے اوپر تھے اور جو زخم ان کے دلوں اور روحوں کو لگے تھے وہ ان ظاہری زخموں سے کہیں زیادہ گہرے اور کرب انگیز تھے۔ انہوں نے بتایا کہ سکھوں نے انہیں زبردستی شرابیں پلائی تھیں۔ اور وہ ان کو اپنے سامنے ناچنے پر مجبور کرتے تھے۔ ان لڑکیوں پر جو کچھ گزری تھی اسے بتانے کے لئے وہ بے تاب تھیں اور یہ دیکھے بغیر کہ بچے اور نوعمر لڑکیاں بھی بیٹھی ہوئی ہیں سب کچھ بتانے لگتی تھیں اور اپنے بدن کے زخم دکھانے لگتی تھیں۔ جب ان کو سمجھایا جاتا کہ اس طرح کی باتیں نہ کہو اور اس طرح بدن کھول کر اپنے زخم نہ دکھاؤ تو وہ رو رو کر کہتی تھیں کہ اب باقی رہ ہی کیا گیا ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے شرم و حیا کی ضرورت ہو! ان لڑکیوں کے لواحقین کو تلاش کرنا اور ان کو ان کے ساتھ روانہ کرنا ایک بہت مشکل کام تھا۔ اکثر لواحقین ان کو پہچاننے سے انکار کر دیتے اور ساتھ لے جانے کو تیار نہیں ہوتے تھے تو ان کے منہ سے اپنے باپ' بھائی اور خاندان والوں کے لئے گالیوں کی بوچھاڑ نکلتی تھی۔ ایسی لڑکیوں کے نکاح پڑھا کر ان کو settle کیا گیا۔

یہ سب کام کرنے کے ساتھ ساتھ ابا جان نے قرارداد مقاصد پاس کرنے کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالا اور پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا جس کے نتیجے میں الحمد للہ قرارداد مقاصد پاس ہو گئی اور پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا لیکن لیاقت علی خان کو اس بات پر اس قدر غصہ آیا کہ انہوں نے اعلان کیا کہ میں اس شخص کو جیل میں سڑا دوں گا۔ جس کے نتیجے میں ۱۹۴۸ء میں ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ جب میرے والد کو گرفتار کیا گیا تو لیاقت علی خان نے کہا کہ میرے جیتے جی یہ شخص جیل سے باہر نہیں آسکے گا۔ لیکن ہوا وہی جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ الحمد للہ کہ خان لیاقت علی خان کے جیتے جی وہ جیل سے باعزت رہا ہوئے یہ دوسری بات ہے کہ خود خان لیاقت علی خان کچھ عرصے کے بعد ایک ایسی سازش کے نتیجے میں شہید کر دیئے گئے جس کے کرداروں پر آج تک پردہ پڑا ہوا ہے یا پڑا رکھا گیا ہے!

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام مشاورتی و تربیتی اجتماع برائے ملتزم رفقاء

منعقدہ ۲۱ تا ۲۴/اپریل ۹۷ء کی روداد

مرتب : نعیم اختر عدنان

تنظیم اسلامی کے نام کی گونج اور پیش نظر "کام" کی اہمیت اب اندرون ملک اور بیرونی دنیا میں بتدریج بلند آہنگ ہوتی جا رہی ہے۔ تنظیم اسلامی کے امیر اور فکر اسلامی کے نقیب ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ اقامت دین کے قافلہ میں شریک سفر رفقاء کی ذہنی و فکری تربیت کے لئے "ٹھوس" تربیتی پروگرام ترتیب دیتے رہتے ہیں۔ دو سال پہلے امیر محترم مدظلہ نے اپنے ہم مقصد ساتھیوں کی فکری پختگی اور نظریاتی وابستگی کے لئے سمع و طاعت کے نظم سے وابستہ و پیوستہ ملتزم رفقاء کے لئے لاہور میں تربیتی و مشاورتی اجتماع کی ابتدا کی۔ چنانچہ اسی سلسلے میں ۲۱ سے ۲۴ اپریل ۹۷ء کو ملتزم رفقاء کا تیسرا تربیتی و مشاورتی اجتماع قرآن آڈیٹوریم لاہور میں منعقد ہوا۔ عید الاضحیٰ کی تعطیلات سے متصلاً بعد منعقد ہونے والے اجتماع میں پاکستان کے علاوہ امریکہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور ناروے سے تعلق رکھنے والے رفقاء نے شرکت کی۔ حلقہ لاہور ڈویژن کے ناظم جناب محمد اشرف وصی "ناظم اجتماع" کی حیثیت سے مامور کئے گئے تھے۔ اپریل کو بعد نماز عصر اجتماع کی افتتاحی نشست میں محترم وصی صاحب نے رفقاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ اجتماع میں شریک رفقاء کی سہولت اور آرام و آسائش کے لئے ممکنہ سہولیات کی فراہمی کا بندوبست کیا گیا ہے چنانچہ انہوں نے "ماکولات و مشروبات" یعنی کھانے اور چائے کے نظام الاوقات اور اجتماع کے دیگر پروگراموں سے رفقاء کو مطلع کرتے ہوئے نائب امیر تنظیم محمد نسیم الدین کو دعوت دی کہ وہ رفقاء سے ہم کلام ہو کر انہیں ضروری باتیں بتا دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب نے اللہ کے دین کی اقامت اور سربلندی کے لئے گھر کی سہولیات کو چھوڑ کر "سفر" کی صعوبت برداشت کی ہے، اس کا "بہتر بدل" اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے گا، ان شاء اللہ۔ محترم محمد نسیم الدین نے اجتماع سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کے لئے رفقاء کو عملی مشورے دیتے ہوئے کہا کہ اجتماع میں "بروقت حاضری" سے نظم کے تقاضے کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ بھرپور استفادہ بھی ہو سکے گا۔

اجتماع کے پہلے باقاعدہ سیشن کا آغاز ناظم اعلیٰ جناب عبدالخالق کی گفتگو سے ہوا، انہوں نے تنظیم اسلامی کی طرف سے جاری "تکمیل دستور اسلامی" کی مہم کا پس منظر اور کارگردگی کے حوالے سے جائزہ پیش کیا۔ محترم ڈاکٹر عبدالخالق نے رفقاء کو بتایا کہ مسلم لیگ کی حکومت کے قیام کے بعد وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے قوم سے خطاب میں دیگر اقدامات کے علاوہ جمعہ المبارک کی بجائے اتوار کو ہفتہ وار تعطیل کرنے کا اعلان کیا۔ حکومت کے اس فیصلے کے خلاف ملک کی کئی مذہبی سیاسی جماعتوں کی طرف سے مخالفت اور احتجاج سامنے آیا۔ اس پس منظر میں امیر محترم مدظلہ نے ۲۸/فروری کے خطاب جمعہ میں دینی جماعتوں کے زعما اور اکابرین کو فروعی اور غیر اہم مسائل پر تحریک چلانے کی بجائے بنیادی اور اہم دینی "ایشو" پر مہم کے آغاز کا مشورہ دیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے محترم ڈاکٹر عبدالخالق کو "تکمیل دستور خلافت" کی مہم کے لئے "ہوم ورک" پر مامور کیا۔ انہوں نے رفقاء کو بتایا کہ ۱۴/مارچ سے مہم کا آغاز کیا گیا۔ اب تک تین لاکھ کی تعداد میں پوسٹ کارڈز، بیس ہزار پوسٹر کارڈز اور تقریباً ایک لاکھ ہینڈ بلز اس مہم کے لئے طبع کروا کر حلقہ جات کے ذریعے "منزل مقصود" پر پہنچائے اور تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ بعد نماز مغرب سے عشاء تک محاضرات قرآنی کا پہلا پروگرام ہوا جس میں تمام رفقاء شریک رہے۔

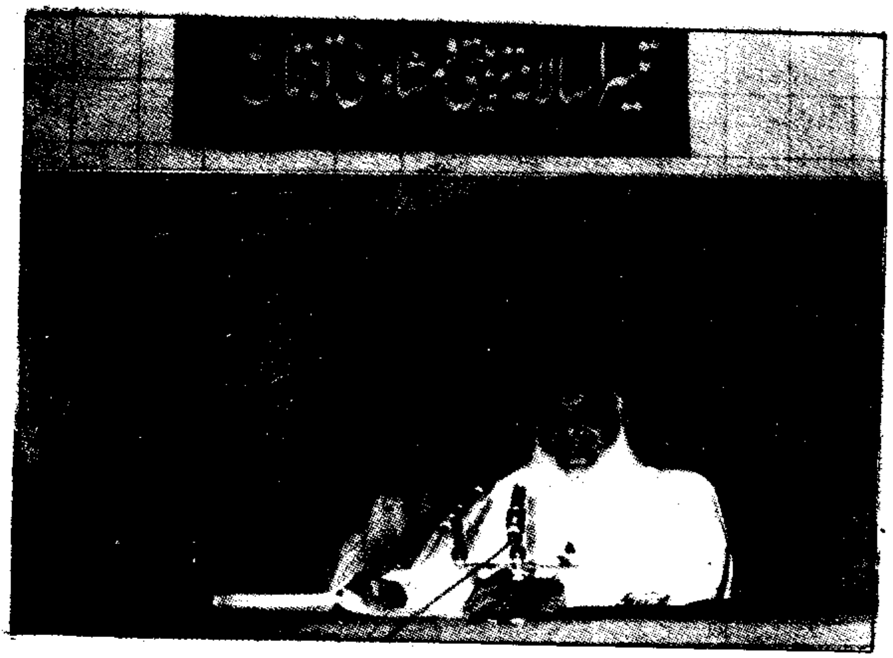

۲۲/اپریل کی نماز فجر کے بعد ناظم حلقہ ملتان ڈویژن جناب مختار حسین فاروقی نے سورۃ الحجرات کی آیات پر مبنی درس قرآن دیا۔ انہوں نے رفقاء کی توجہ اس جانب مبذول کروائی کہ علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ عمل میں اضافہ بھی لازمی دینی تقاضا ہے چنانچہ عمل کی کمی یا کوتاہی کی جانب زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے دوسرے انسانوں کا مذاق نہ

اڑانے، غیبت و عیب چینی سے پرہیز اور بدگمانی اور جاسوسی جیسے "اخلاقی مفاسد" سے بچنے کی تلقین بڑے ہی دل نشیں اور موثر و مدلل انداز میں کی۔ دوسری جانب قرآن کالج میں رہائش پذیر رفقاء کے لئے کالج سے ملحقہ مسجد میں ڈاکٹر عبدالسمیع نے درس قرآن مجید دیا۔ ناشتہ اور معمول کی "حاجات و ضروریات" سے فراغت کے بعد قرآن آڈیٹوریم میں رفقاء سے حسب پروگرام چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب نے "عبادات اور معاملات" کے موضوع پر خطاب کیا۔ بٹر صاحب نے بتایا کہ دور انحطاط میں امت میں دو گروہ پیدا ہوئے۔ ان میں سے ایک طبقے نے "عبادات" کو پورا دین قرار دے دیا جبکہ دوسرے گروہ نے "معاملات" کو اہم تر قرار دے کر عبادات سے صرف نظر کر لیا چنانچہ دونوں گروہوں کے طرز فکر سے دین ایک وحدت کی بجائے "تفرقہ بازی" کا مرقع بن گیا۔ بٹر صاحب کے خطاب کے بعد ڈاکٹر وحید الزماں کے خطاب کا ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا، موصوف کے خطاب کا موضوع "شیعیت کی تاریخ" تھا۔ چائے کے وقفے کے بعد امیر محترم مدظلہ نے "شیعہ سنی مفاہمت" کے موضوع پر بعض رفقاء کی جانب سے اشکالات و اعتراضات کا مدلل اور مسکت ہی نہیں کافی و شافی جواب مرحمت فرمایا۔ امیر محترم نے فرمایا کہ اقامت دین کا فریضہ ہمارا تنظیمی نصب العین ہے چنانچہ اس کے پس منظر میں پیش آمدہ مسائل کو جاننا اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے وقت کے تقاضوں کو جاننا اور "امر حال" کو پہچاننا ایک لازمی اور ناگزیر ضرورت ہے۔ امیر محترم نے کہا کہ شیعہ مکتب فکر کے بارے میں ان کے سابق اور موجودہ موقف میں مکمل ہم آہنگی ہے البتہ ملکی اور بین الاقوامی کے تناظر میں عملی رویے میں تبدیلی آئی ہے۔ اور یہ تبدیلی بھی اقامت دین کے اعلیٰ ترین مقصد کے لئے ہے۔ انہوں نے اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ شیعیت اور سنیت میں مفاہمت کے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

تصویری مناظر

اوپر پہلی تصویر میں سٹیج پر جماعت اسلامی کے جناب اسلم سلیمی، شیعہ عالم دین جناب ہادی نقوی اور تحریک اسلامی کے جناب نعیم صدیقی صاحب نمایاں ہیں۔

دوسری تصویر میں امیر تنظیم اسلامی کے ساتھ جناب مجیب الرحمٰن شامی اور جسٹس تنزیل الرحمٰن تشریف فرما ہیں۔

تیسری تصویر میں محاضرات قرآنی کے دوسرے دن کے مقررین میں مولانا محمد اسحاق بھٹی اور صاحبزادہ خورشید گیلانی نمایاں ہیں۔ چوتھی تصویر سامعین کی ہے جو ہمہ تن گوش ہیں۔

یکم مئی سے ۲۰ر مئی کے دوران تنظیم اسلامی کے شعبہ نشرواشاعت کے تحت جاری کردہ

پریس ریلیز، جو مکمل یا جزوی طور پر نمایاں قومی اخبارات میں شائع ہوئے

حکومت پریشان حال عوام کو تنگ کرنے کی بجائے

امن وامان کے قیام کے لئے ٹھوس اقدام اٹھائے

لاہور (پ ر) ۳ مئی ۹۷ء امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے حکومت کی جانب سے موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی کے فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ سابقہ حکومت کی جانب سے موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر عائد پابندی ختم کرتے ہوئے موجودہ حکومت نے کہا تھا کہ "امن و امان کا قیام حکومت کی ذمہ داری ہے چنانچہ اپنی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے عوام کو عذاب میں مبتلا نہیں کرنا چاہئے"۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی لگا کر اپنی انتظامی نااہلی کا اعتراف کر لیا ہے۔ ماضی میں ڈبل سواری کی پابندی سے "خواتین" مستثنیٰ تھیں مگر اب اس پابندی میں خواتین کی شمولیت سے ٹرانسپورٹ کی ناکافی سہولتوں کی وجہ سے عوام الناس پر ایک نیا عذاب مسلط کر دیا گیا ہے۔ خواتین اور طالبات کی سکول و کالج میں آمد و رفت اور انہیں بیماری کی صورت میں ہسپتال تک پہنچانا ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کے ضمن میں خواتین پر عائد پابندی کو ختم نہ کیا گیا تو حکومت کو شدید عوامی ردعمل کا سامنا کرنا ہو گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ حکومت مذہبی فرقہ واریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لئے مثبت اور ٹھوس ذرائع اختیار کرتے ہوئے ناجائز اسلحہ برآمد کرنے پر اپنی توجہات کو مرکوز کرے اور ایسے اقدامات اٹھانے سے گریز کرے جس سے پریشان حال عوام کسی نئے عذاب سے دوچار ہو جائیں۔

شوہر اور بیوی کے درمیان فطری محبت کے جذبات قائم ہوں

تو گھریلو زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے

لاہور (پ ر) ۳ ' مئی ۹۷ء۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے تعاون سے علامہ اقبال میڈیکل کالج کے شعبہ نفسیات کے زیر اہتمام "ذہنی صحت اور مذہب" کے موضوع پر تین روزہ ورکشاپ کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ غیر مرئی کائنات کے حقائق کو تسلیم کرنے کا نام ایمان بالغیب ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان سے انسان میں منفی جذبات کی بجائے اعلیٰ کردار جنم لیتا ہے اور اس کی سوچ اور عمل میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ اعتدال اگر نہ ہو تو منفی سوچ پروان چڑھتی ہے جس کی انتہا ذہنی توازن کی خرابی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور مختلف حوادث واقعات پر "تسلیم و رضا" کا رویہ اختیار کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی تائید و حمایت حاصل ہو جاتی ہے جس سے انسان خوف و رنج کی کیفیت سے نجات پا کر خوشگوار اور پر سکون زندگی گزارنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر قسم کے خوف و رنج سے نجات دلانے والی واحد ہستی ذات باری تعالیٰ ہے جس پر کامل ایمان ہی کا دوسرا نام توحید ہے۔ انہوں نے کہا کہ توحید محض عقیدے کا نام نہیں بلکہ باطنی تجربہ اور مشاہدہ ہی اصل توحید ہے۔ چنانچہ ایک خدا پر ایمان ہی انسان کو صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ انسانوں کی عظیم اکثریت ظالمانہ اور استحصالی نظام کی وجہ سے اپنی صلاحیتیں بنیادی ضروریات' کے حصول پر صرف کرنے پر مجبور ہے جبکہ معاشی طور پر خوشحال افراد معیار زندگی کو اونچا کرنے کے جنون میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ روٹی کپڑا اور مکان انسان کی بنیادی ضروریات ہیں جن کی فراہمی ہر ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ ذاتی مفاد کا پجاری انسان معاشرے کے لئے ناسور کی حیثیت رکھتا ہے اور یہی طبقہ قومی سلامتی کی خاطر کئے گئے دفاعی سمجھوتوں میں بھی بدعنوانی کے ارتکاب سے گریز نہیں کرتا۔ چنانچہ کسی اعلیٰ اور بلند تر نصب العین کے بغیر انسان محض ایک "حیوان" بن جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خاندان کا مستحکم ادارہ انسانی ذہن کی درستگی کے لئے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ مغربی دنیا میں اعلیٰ ترین ویلفیئر کے نظام کے باوجود خودکشی کی شرح سب سے زیادہ ہونے کی بنیادی وجہ خاندان کے ادارے کی تباہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ محض ذاتی اور قومی مفاد کے تحفظ کی بجائے استحصالی نظام کا خاتمہ ایک انسان کا اولین ہدف ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ عادلانہ نظام کے قیام کے بغیر مثالی انسانی معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان فطری محبت کے جذبات سے گھریلو زندگی جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مغربی ممالک میں "گھر میں مقیم بیوی" ایک بہت بڑی نعمت سمجھی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عورت اور مرد شرف انسانیت میں برابر کے شریک ہیں۔ مگر خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے شوہر کو بیوی پر فوقیت حاصل ہے چنانچہ "خاندان" کے ادارے میں مرد و زن کی مساوات کا نعرہ محض ایک فریب ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی معاشرے میں عورت مرد کے استحصال کا شکار ہے اور معاشرے میں مظلوم ترین حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

دین کا فہم حاصل کرنے سے انسان کے فکر و عمل میں

وسعت پیدا ہوتی ہے

لاہور (پ ر) ۴ مئی ۹۷ء امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن آڈیٹوریم گارڈن ٹاؤن لاہور میں ہفتہ وار قرآنی نشست میں مسئلہ تقدیر کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ تقدیر پر ایمان کو ہمارے دین میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ دنیا میں انسان نہ تو بالکل مجبور محض ہے کہ وہ کوئی ارادہ کرنے اور اسے عملی جامہ پہنانے سے بھی بالکل قاصر ہو اور نہ ہی اسے مختار مطلق کہنا درست ہو گا بلکہ انسان کا معاملہ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان میں ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ ہر انسان کو اس کی وسعت اور صلاحیت کے مطابق ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ چنانچہ عالم آخرت میں اچھائی اور برائی کی جزا و سزا اسے قدرت الٰہی کی طرف سے عطا کردہ صلاحیت کے پیمانے کے مطابق دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ انسانی شخصیت کی تشکیل میں موروثی اور ماحول کے اثرات اگرچہ بنیادی کردار ادا کرتے ہیں تاہم دین کا علم و فہم حاصل کرنے سے انسان کے فکر و عمل میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام افعال خیر و شر کا خالق ہے کہ اس کی اجازت اور اذن کے بغیر کوئی انسان اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنا سکتا تاہم انسان اپنے ارادے اور اچھے یا برے اعمال کو عملاً سرانجام دینے کی وجہ سے "کاسب اعمال" کے طور پر جزا اور سزا کا حق دار ٹھہرے گا۔ انہوں نے احادیث نبویہؐ کے حوالے سے کہا کہ انسان کو ارادہ و اختیار کے حوالے سے "مجبور محض" یا "مختار مطلق" قرار دینے والوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

امریکہ کے بدنام زمانہ وفاقی تحقیقاتی ادارے "سی آئی اے" کے کردار کا بھی جائزہ لیا جائے

لاہور (پ ر) ۷ مئی ۹۷ء امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے امریکی انتظامیہ کی دہشت گردی سے متعلق جاری کردہ خصوصی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ کوئی مہذب معاشرہ دہشت گردی کی حمایت نہیں کر سکتا تاہم دہشت گردی کی روک تھام کے لئے دوسرے ممالک کو امریکی پالیسی اختیار کرنے کا حکم قابل مذمت ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ دنیا کی تمام اقوام اپنے داخلی اور خارجی معاملات اور پالیسیاں طے کرنے میں آزاد و خود مختار ہیں لہٰذا دہشت گردی کے خاتمے کے لئے امریکہ کی طرف سے دوسرے ممالک کو ہدایت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ امریکہ ایک جانب بار بار اس امر کا اعلان کرتا رہا ہے کہ وہ دنیا کا "تھانیدار" بننا نہیں چاہتا مگر دوسری جانب امریکہ کی طرف سے دنیا کے آزاد ممالک کے معاملات میں مداخلت کی یہ تازہ کوشش اس کے قول و فعل میں تضاد کا مظہر ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا ہے کہ روس اور چین دفاعی معاہدے کے بعد امریکہ کو بھارت کی سلامتی کے لئے "مبینہ خطرات" لاحق ہونے کا احساس اور پاکستان اور افغانستان میں دہشت گردوں کے تربیتی کیمپوں کی موجودگی کا انکشاف قابل فہم ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ دہشت گردی کی تعریف معین ہونی چاہئے اور اس تعریف کی روشنی میں امریکہ کے بدنام زمانہ وفاقی تحقیقاتی ادارے "سی آئی اے" کے کردار اور کارروائیوں کا جائزہ لیا جانا چاہئے تاکہ دنیا کو معلوم ہو سکے کہ خود امریکہ ہی بہت سے ممالک میں دہشت گردی کا ارتکاب تو نہیں کر رہا۔

ایاز بلوچ کی رہائی کے امریکی مطالبہ کو مسترد کرنا حکومت پاکستان کا جرات مندانہ قدم ہے

لاہور (پ ر) ۹ مئی ۹۷ء امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے ایاز بلوچ کی رہائی کے امریکی مطالبے کو مسترد کرنے کے حکومتی فیصلے کو جرات مندانہ اور قومی امنگوں سے ہم آہنگ اقدام قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایاز بلوچ مبینہ طور پر پاکستان کا قومی مجرم ہے جسے قومی مفاد کے منافی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی بنا پر گرفتار کیا گیا ہے۔ کسی بھی ملزم کی گرفتاری پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے جس میں امریکہ سمیت دنیا کے کسی بھی ملک کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی آزاد اور خود مختار ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے ذریعے اس کی آزادی و خود مختاری کو چیلنج کرے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت اقوام متحدہ کے اصولوں کی صریحاً خلاف ورزی ہے اور امریکہ جیسے "مہذب ملک" کی طرف سے اقوام متحدہ کے اصولوں کی مخالفت قابل مذمت ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ پاکستان ایاز بلوچ کی رہائی کے امریکی مطالبے کو مسترد کرنے کے جرات مندانہ فیصلے کی طرح ایران کے خلاف کسی بھی ممکنہ کارروائی میں شامل نہ ہونے کی پالیسی کا بھی دوٹوک اعلان کرے۔

امریکہ کی جانب سے ایاز بلوچ کی رہائی کا مطالبہ پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور کھلی دہشت گردی کے مترادف ہے

لاہور (پ ر) ۱۱ مئی ۹۷ء امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے امریکی سفارت خانے کے پاکستانی ملازم ایاز بلوچ کی رہائی کے امریکی مطالبے کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے اسے کھلی دہشت گردی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک طرف امریکہ منشیات کی سمگلنگ میں ملوث پاک فضائیہ کے افسر کو پاکستان کے حوالے کرنے سے بھی انکار کر رہا ہے جبکہ دوسری جانب امریکہ ایک آزاد اور خود مختار ملک میں گرفتار اپنے ایجنٹ ایاز بلوچ کی رہائی کا مطالبہ بھی کر رہا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ امریکہ ایاز بلوچ کو اعلانیہ اپنا ایجنٹ بھی تسلیم کر رہا ہے اور آزاد و خود مختار ملک میں گرفتار ملزم کی رہائی کے لئے بھی "بے چین" ہو کر پاکستان پر دباؤ ڈال رہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ امریکہ انسانی حقوق کا علمبردار ہونے کا دعوٰی دار ہے لہٰذا اسے دنیا کے آزاد اور خود مختار ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے گریز کرتے ہوئے دیگر ممالک کی خود مختاری کا احترام کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے حکومت پاکستان پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ امریکہ کے کسی دباؤ کو خاطر میں نہ لائے اور امریکی ایجنٹ ایاز بلوچ کے خلاف ملکی قوانین کے مطابق ضروری کارروائی جاری رکھتے ہوئے امریکہ کی طرف سے پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کو سختی سے مسترد کر دے۔

امریکہ جیسے مہذب ملک کی طرف سے اقوام متحدہ کے اصولوں کی مخالفت قابل مذمت ہے

لاہور (پ ر) ۱۲ مئی ۹۷ء۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے ایاز بلوچ کی رہائی کے امریکی مطالبے کو مسترد کرنے کے حکومتی فیصلے کو جرات مندانہ اور قومی امنگوں سے ہم آہنگ اقدام قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایاز بلوچ مبینہ طور پر پاکستان کا قومی مجرم ہے جسے قومی مفاد کے منافی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی بنا پر گرفتار کیا گیا ہے۔ کسی بھی ملزم کی گرفتاری پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے جس میں امریکہ سمیت دنیا کے کسی بھی ملک کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی آزاد اور خود مختار ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے ذریعے اس کی آزادی و خود مختاری کو چیلنج کرے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت اقوام متحدہ کے اصولوں کی صریحاً خلاف ورزی ہے اور امریکہ جیسے "مہذب ملک" کی طرف سے اقوام متحدہ کے اصولوں کی مخالفت قابل مذمت ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ پاکستان ایاز بلوچ کی رہائی کے امریکی مطالبے کو مسترد کرنے کے جرات مندانہ فیصلے کی طرح ایران کے خلاف کسی بھی ممکنہ کارروائی میں شامل نہ ہونے کی پالیسی کا بھی دوٹوک اعلان کرے۔

پاکستان میں زیر تعلیم چینی بچوں کا وطن واپسی پر قتل افسوسناک ہے

لاہور (پ ر) 14 مئی 1997ء امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے گلگت میں مذہبی تعلیم کے لئے آنے والے چینی طالب علموں کو چین کے حوالے کئے جانے کے بعد انہیں ہلاک کرنے کی خبروں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر یہ اطلاعات واقعی درست ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت چین کی انتظامیہ اور سنکیانگ کے مسلمانوں کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر کے انہیں آپس میں ٹکرایا جا رہا ہے جو کہ امریکی دانشور، سموئیل پی ہنٹنگٹن کے اس مشورے کا حصہ ہے جو انہوں نے امریکہ انتظامیہ کو دیا تھا کہ چین اور عالم اسلام کے درمیان اختلافات پیدا کر کے انہیں ایک دوسرے سے دور کر دیا جائے چنانچہ صیہونی لابی اس منصوبے کو بروئے کار لانے کے لئے پوری طرح سرگرم عمل ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ایشیا پیسفیک اکنامک کوآپریشن (اپیک) کا قیام بھی اسی صیہونی سازش کی ایک اہم کڑی ہے۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اصل حقائق سے پاکستان کے عوام کو آگاہ کرے اور اگر یہ اطلاعات درست ہیں تو سفارتی سطح پر چینی حکومت کو اس طرز عمل پر نظر ثانی کی جانب متوجہ کرے کیونکہ اس سے چین اور اسلامی دنیا کے تعلقات میں رخنہ اندازی کی جانب متوجہ کرے کیونکہ اس سے چین اور اسلامی دنیا کے تعلقات میں رخنہ اندازی پیدا کرنے کی کوششوں کو تقویت حاصل ہو گی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ یہ بات بہرحال افسوسناک ہے کہ گلگت کی مقامی عدالت کی طرف

سے باقاعدہ مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دیئے جانے کے باوجود انہیں جلد بازی میں چین کے حوالے کر دیا گیا۔

طالبان کو افغانستان کی نمائندہ اور حقیقی حکمران قوت کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے

لاہور (پ ر) 20 مئی 1997' امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ مسئلہ افغانستان پر اب کسی پانچ ملکی کانفرنس کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کو دارالحکومت کابل سمیت افغانستان کے بیشتر حصے پر نہ صرف مستقل کنٹرول حاصل ہو چکا ہے بلکہ طالبان کے زیر انتظام علاقے میں مکمل طور پر امن و امان قائم ہو چکا ہے۔ چنانچہ اب طالبان کو افغانستان کی نمائندہ اور حقیقی حکمران قوت کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ حکومت پاکستان کو بہت پہلے ہی طالبان حکومت کو تسلیم کر لینا چاہئے تھا مگر اب شمالی افغانستان میں رشید دوستم کے اقتدار کے خاتمے کے بعد اس علاقے کے طالبان کے زیر انتظام آنے کے بعد افغانستان کی تقسیم کا خطرہ بھی ٹل گیا ہے۔ چنانچہ افغانستان کی صورتحال میں بہتری کے بعد اب حکومت پاکستان کے پاس افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم نہ کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ افغانستان کی طالبان حکومت کو بلا تاخیر تسلیم کیا جائے اور حکومت پاکستان اس سلسلے میں ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی دباؤ کو یکسر مسترد کر دے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی حکومت جلد ہی اپنے ملکی معاملات کو خود حل کرنے کے قابل ہو جائے گی اور یوں افغانستان کے ساتھ "مسئلہ" کی اصطلاح مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔

بقیہ : اداریہ

دستور کی دفعہ 58-B کو ختم کرنے کے لئے دستوری ترمیم چٹکی بجاتے منظور کروالی گئی تو امیر محترم نے وزیر اعظم پاکستان کو متوجہ کرنے کے لئے اور اپنے شدت احساس ان تک پہنچانے کے لئے اخباری اشتہارات کا راستہ اختیار کیا۔ تاہم سچی بات یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کو یہ توقع نہیں تھی کہ اس کا ردعمل اس صورت ظاہر ہوگا جس صورت میں ۱۹ مئی کی صبح ظاہر ہوا۔ بلکہ ہمیں اندیشہ تھا کہ اس سے یہ حکمران فیملی بدک جائے گی اور ۲۳ فروری کو پہلی ملاقات کے ذریعے جو رابطہ استوار ہوا تھا وہ حتمی طور پر منقطع ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ان اشتہارات میں امیر تنظیم کا انداز نہایت دو ٹوک اور حجت تمام کر دینے کا تھا۔ تاہم ہماری توقع کے بالکل خلاف' اور بلاشبہ یہ میاں محمد شریف اور ان کے صاحبزادگان کی شرافت و مروت اور اعلیٰ ظرفی کا نمایاں مظہر ہے کہ وہ امیر تنظیم کی تلخ نوائی سننے کے لئے ایک بار پھر اس "مرد درویش" کے در پر حاضر ہو گئے جسے حق نے "انداز خسروانہ" اور "جرات مومنانہ" سے نوازا ہے۔ ہم شریف فیملی کے لئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حق بات سننے ہی کی نہیں' حق پر عمل کرنے اور حق کا بول بالا کرنے کی بھی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ بلاشبہ اس راہ کے موانع و مشکلات کو اگر مد نظر رکھا جائے تو نہ صرف یہ کہ اس کے مقابلے کے لئے بے پناہ جذبے اور جرات مومنانہ کی ضرورت ہو گی بلکہ اس کا بھی پورا امکان موجود ہے کہ اندرون ملک اور بیرون ملک اسلام دشمن قوتیں انہیں ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں اور ان کے اقتدار کا سنگھاسن بھی اس کوشش میں ڈول جائے' لیکن اگر وہ اس عظیم مقصد کے لئے اپنے اقتدار کی قربانی بھی گوارا کر لیں تو اللہ کی نگاہ میں یقیناً سرخرو اور کامیاب ٹھہریں گے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز OO

میاں محمد نواز شریف !

پاکستان واقعتاً شدید ترین داخلی و خارجی مشکلات سے دوچار ہے

جن سے عہدہ برآ ہونا **اللہ کی مدد** کے بغیر ناممکن ہے!

لہٰذا اولاً ___ سود کا خاتمہ کر کے اللہ اور رسول سے جنگ بند کرو!
(اس کے لئے حکومتی سطح پر سود کی ادائیگی اور وصولی فی الفور بند کی جائے' اور آئندہ بینکوں کو گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان کے سرکلر مجریہ ۱۹۸۰ء کا نئے مالی سال سے از سر نو پابند کیا جائے!)

ثانیاً ___ قرآن و سنت کو پاکستان کا سپریم لاء قرار دینے کے لئے دستور میں ضروری ترامیم کرو!
(اس کے لئے فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان کے سابق چیف جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کا گرانقدر مقالہ آپ کو ارسال کیا جا چکا ہے!)

ثالثاً ___ اپنے ان تمام وعدوں کا پاس کرو جو اپنے والد ماجد کے ہمراہ ۲۳/ فروری ۹۷ء کو قرآن اکیڈمی تشریف لا کر کئے تھے!

ورنہ شدید اندیشہ ہے کہ :

ع "تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں!"

خادم اسلام و قرآن : **ڈاکٹر اسرار احمد**' امیر تنظیم اسلامی

میاں محمد شریف بالقابہ

آپ کی بخیر و عافیت وطن واپسی آپ کے جملہ متعلقین اور

ملک و ملت کو مبارک ہو

اس "متاع الی حین" (الانبیاء : ۱۱۱) کو غنیمت سمجھیں' اور اپنے پورے اثر و رسوخ کو بھرپور طور پر بروئے کار لا کر

ملک کی معیشت کو سود کی لعنت سے اور دستور پاکستان کو "منافقت" سے پاک

کرنے کے عمل کا کم از کم آغاز فی الفور کرا دیں! اللہ تعالیٰ اس پر آپ کو یقیناً اجر عظیم عطا فرمائے گا! ورنہ ___ کیا معلوم کہ مہلت عمر کب ختم ہو جائے!!

آپ کا خیر خواہ : **ڈاکٹر اسرار احمد** عفی اللہ عنہ و عنکم!

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

حلقہ پنجاب غربی کے زیر اہتمام ہفت روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام کی روداد

منعقدہ ۱۷ تا ۲۳ مارچ ۹۷ء

(رپورٹ : شاہد مجید)

تنظیم اسلامی پنجاب غربی کے زیر اہتمام دوسرا ہفت روزہ پروگرام میانوالی میں 17 تا 23 مارچ 97ء کو منعقد ہوا۔ میانوالی میں 9 رفقاء پر مشتمل مختصر مگر فعال "اسرہ" کام کر رہا ہے۔ فیصل آباد سے 11 رفقاء پر مشتمل قافلہ ناظم حلقہ محمد رشید عمر صاحب کی قیادت میں میانوالی پہنچا جہاں اشاعت التوحید والسنہ کے زیر انتظام مسجد میں قیام کا بندوبست تھا۔ اجتماعات اور دعوتی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کی گئی۔ روزانہ کا نظام الاوقات طے کیا گیا جس کے مطابق روزانہ فجر سے پہلے رفقاء کو نوافل ادا کرنے کی ترغیب دی جاتی۔ 5 بجے تجوید کے قواعد کے مطابق تلاوت قرآن مجید کی تصحیح کا دور ہوتا جو نصف گھنٹہ جاری رہتا۔ نماز فجر کے بعد رفقاء میں سے کسی ایک ساتھی کی گفتگو ہوتی۔ ناشتہ اور آرام کا وقفہ ہوتا جس کے بعد روزانہ دو رفقاء کو "تنظیم اسلامی کی دعوت" کے موضوع پر خطاب کا موقع فراہم کیا جاتا۔ خطاب کے بعد دیگر رفقاء مشورے دیتے۔ یہ سلسلہ جھجک دور کرنے اور اپنی دعوت مناسب انداز میں لوگوں تک پہنچانے کے لئے نہایت مفید رہا۔ اس کے بعد منتخب نصاب نمبر2 پر مشتمل تنظیمی موضوعات کو بذریعہ آڈیو کیسٹ سنا جاتا۔ روزانہ 11 بجے تک مسجد کے اندر جاری رہنے والے ان اجتماعات کے بعد دو دو رفقاء پر مشتمل جماعتیں تشکیل دی جاتیں جو لوگوں تک دعوت پہنچانے کے لئے مخصوص علاقوں میں نکل جاتیں۔ اور اس طرح ایک ہی علاقے میں بار بار جانے سے مقامی افراد سے تعارف' اور قربت کا موقع ملا اور دعوت کو تفصیلاً سمجھانے کی صورت پیدا ہو جاتی۔ عصر کی نماز تک دعوت کا کام جاری رہتا۔ گزشتہ ہفت روزہ کی طرح اس مرتبہ بھی دو وقت کھانے کا اہتمام رہا جو عملی تربیت اور دعوت میں یکسوئی کے اعتبار سے مفید رہا۔ مغرب کی نماز کے بعد اہم ترین اجتماع منعقد ہوا جسے "تفہیم دین کورس" کا نام دیا گیا۔ بعد از نماز عشاء اخلاقیات کے موضوعات پر گفتگو ہوتی جب کہ سونے سے قبل تمام "جماعتیں" اپنی دعوتی سرگرمیوں کی روداد پیش کرتیں۔

پورا ہفتہ اسی معمول سے کام ہوتا رہا۔ ذاتی ملاقاتوں کے دوران تنظیم اسلامی کی بنیادی دعوت اور تفہیم دین کورس میں شرکت کی ترغیب دی جاتی۔ میانوالی کو 8 حصوں میں تقسیم کر کے جماعتیں تشکیل دی گئی تھیں۔ جو گلیوں' دکانوں' دفتروں اور مساجد میں لوگوں سے انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں کی گئیں کہیں مختصر اور کہیں تفصیلی انداز میں دعوت رکھی گئی۔ لوگوں کے اشکالات دور کرنے کی کوشش بھی کی جاتی رہی۔ سرکاری اداروں' درس گاہوں اور مساجد میں پرزور طریقے سے دعوت دی گئی' بڑے افسران سے لے کر عام عملے تک دعوت پہنچائی گئی۔ تین ایم این اے حضرات کے ڈیروں پر جا کر ان کے کارکنان سے بات کی گئی۔ سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ سے ملاقاتیں اور اجتماعی خطاب کئے گئے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی کی مسجد جامع اکبریہ میں تنظیم اسلامی کی مکمل دعوت پیش کی گئی جس سے سامعین نے اتفاق کیا۔ ویڈیو کی دوکانوں اور بانڈز کا کام کرنے والوں سے بھی ملاقاتیں کی گئیں اور انہیں اس کام کو چھوڑنے کی ترغیب دلائی گئی۔ ان کے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ جس طرح انہوں نے اس کاروبار کے لئے محنت اور سرمایہ لگایا ہے اسی طرح وہ اگر جائز روزی کمانے کے لئے محنت اور سرمایہ لگائیں تو وہ اس لعنت سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔

تفہیم دین کورس کی پورے شہر میں دعوت دی گئی جس کے نتیجے میں مختلف مکاتب فکر کے سنجیدہ عناصر کی شمولیت ہوئی۔ جس میں جمعیت اشاعت التوحید والسنہ' تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی سے متعلق حضرات نمایاں تھے۔ نیکی کا حقیقی تصور' حقیقت ایمان' مذہب اور دین کا فرق' مطالبات دین' نبی کریم ﷺ سے تعلق کی بنیادیں' حقیقت جہاد اور اس کے مدارج اور موجودہ حالات میں غلبہ دین کا طریقہ کار ایسے موضوعات پر گفتگو رہی۔ پوری بات سامنے رکھنے کے بعد تنظیم اسلامی میں شمولیت کی دعوت دی گئی جس کے نتیجے میں 12 افراد نے تنظیم میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی جن میں اکثریت نوجوانوں کی ہے۔

عشاء کی نماز کے بعد اخلاص نیت' تکبر' حسد' غیبت' فکر آخرت اور "خاصان خدا" کی نماز کے موضوعات پر گفتگو رہی جس سے رفقاء کے ساتھ ساتھ احباب نے بھی استفادہ کیا۔ ہفت روزہ پروگرام کے دوران 13 رفقاء نے کل وقتی جب کہ 4 رفقاء نے پانچ یا چھ روز کے لئے اور 10 رفقاء نے جزوقتی شرکت کی۔ 20 مساجد میں 25 خطابات عام ہوئے۔ تقریباً 20 ادارے جن میں کالجز اور سکولز کے اساتذہ' سرکاری محکمہ جات میں اجتماعی خطاب ہوئے۔ مسجد عبدالرحیم میں بھی جزوی طور پر تفہیم دین کورس منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس مساعی کو قبول فرمائے اور نئے شامل ہونے والوں کو استقامت نصیب فرمائے۔

حلقہ پنجاب جنوبی کا ایک روزہ خصوصی تربیتی اجتماع

۲۳ مارچ بعد نماز مغرب تا ۲۴ مارچ قبل مغرب

(رپورٹ : مختار حسین فاروقی)

حلقہ جنوبی پنجاب میں اکثر وبیشتر تربیتی و تنظیمی اجتماعات' تربیت گاہیں اور دروس قرآن کے پروگرام باقاعدگی سے ہوتے رہتے ہیں۔ اسی حوالے سے ایک روزہ خصوصی تربیتی اجتماع برائے ذمہ داران رفقاء حلقہ جنوبی پنجاب کے شہر بہاولپور میں ہوا۔ اس اجتماع میں حلقہ پنجاب جنوبی کی تمام تنظیموں کے امراء و نقباء نے شرکت کی۔ یہ پروگرام جامع مسجد کینال کالونی میں ہوا۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
۲۲ تا ۲۸ مئی ۹۷ء
جلد ۶' شمارہ ۱۴

پبلشر: محمد سعید اسعد
طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ناظم حلقہ پروگرام کے جملہ انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے امیر تنظیم اسلامی ملتان وسطی جناب سعید اظہر عاصم' شوکت حسین اور جاوید اختر صاحب کے ہمراہ بہاولپور تشریف لے گئے۔ قبل از نماز عصر راقم رفقاء کے قافلے کے ہمراہ بہاولپور کے لئے روانہ ہوا۔ نماز مغرب تک اکثر وبیشتر رفقاء جامع مسجد کینال کالونی میں پہنچ چکے تھے۔ وہاڑی' میلسی' ہارون آباد' رحیم یار خان اور ملتان سے رفقاء تشریف لے آئے۔

تربیتی پروگرام کا آغاز درس قرآن سے ہوا۔ بعد ازاں ناظم حلقہ نے تمام رفقاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے پروگرام کی جملہ تفصیلات سے آگاہ کیا۔ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد مسجد انتظامیہ کی فرمائش پر ایک دعوتی پروگرام رکھا گیا جس میں مختار حسین فاروقی نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے موجودہ حالات اور مسلمانان پاکستان کی خصوصی ذمہ داری کے عنوان سے خطاب کیا۔

بعد ازاں فاروقی صاحب نے حضرت خبیب ؓ کی زندگی کے حالات وواقعات کا مطالعہ کروایا۔ 24/ مارچ کی صبح تمام رفقاء نے نماز تہجد ادا کی اور تلاوت قرآن مجید سے اپنے دلوں کا زنگ دور کیا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد درس قران کی ذمہ داری راقم نے ادا کی۔ راقم نے سورہ علق کے حوالے سے علم کی اہمیت وفضیلت کے بیان کے علاوہ ایمان بالآخرہ کے حوالے سے بھی احساس ذمہ داری اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ ہم سب اس دنیا میں رہتے ہوئے نیک اعمال کر کے اپنی آخرت کو سنوار کر دوزخ کی آگ سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

8:30 بجے تمام رفقاء مسجد ہال میں جمع ہوئے۔ محترم ناظم حلقہ نے ایک بہت ہی اہم موضوع کے نوٹس فوٹو اسٹیٹ کروا کر تمام رفقاء کو دیئے۔ اس میں (Decision and Implementation) یعنی فیصلہ اور عمل در آمد کے عنوان سے رفقاء کے اندر فرض شناسی بیدار کرنے کی کوشش کی گئی۔ نماز ظہر کے بعد ملحقہ آبادی میں درس قران ہوا۔ یہاں سامعین کی حاضری تقریباً 60 احباب کے لگ بھگ تھی۔ محترم فاروقی صاحب نے ایمان کے ثمرات کو سورہ تغابن کی روشنی میں واضح کیا۔

ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب جو خصوصی طور پر لاہور سے تشریف لائے تھے' نے "ذاتی رابطہ" کی اہمیت کو واضح کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر ایک عام رفیق تنظیم دین کی خدمت کے لئے ایک گھنٹہ لگاتا ہے تو ذمہ دار رفقاء کے لئے لازم ہے کہ وہ کم از کم تین گھنٹے لگائیں۔ کیونکہ ان پر نظم کی بھی ذمہ داری ہے۔ اس لئے کہ وہ خود جس دین پر عمل پیرا ہیں اس کو دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ انہوں نے ایک حدیث مبارکہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ" (تم میں ہر ایک چرواہا ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا) اس حوالے سے ہم سے ہماری ذمہ داری کے بارے میں لازماً پوچھا جائے گا۔ لہٰذا ذمہ دار حضرات زیادہ سے زیادہ وقت فارغ کر کے رفقاء سے رابطہ رکھیں اور تنظیمی فکر کو عام کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش کریں۔ محترم ناظم اعلیٰ نے تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام "تکمیل دستور اسلامی کی مہم" کا تفصیلی تعارف کرایا۔ اور اس مہم کے بارے میں مطلوبہ پوسٹ کارڈز' پمفلٹ رفقاء میں تقسیم کئے۔ یوں یہ پروگرام تکمیل پذیر ہو گیا۔

ناظم حلقہ نے بعد نماز مغرب شہر کی گنجان آبادی میں مسجد فردوس میں سورہ الجمعہ کی روشنی میں اپنے خطاب سے لوگوں کو جمعہ کی اہمیت سے روشناس کرایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم مولانا حبیب اللہ صاحب اور مولانا دین محمد صاحب کے تعاون پر دل کی گہرائیوں سے مشکور ہیں۔

بقیہ : روداد اجتماع

قائل نہیں بلکہ اہل تشیع اور اہل تسنن کے مابین ایک ایسے فارمولے پر مفاہمت کے لئے کوشاں ہیں جس سے سپاہ صحابہ کو بھی اختلاف نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے ایرانی انقلاب کو علی الاطلاق کبھی بھی اسلامی انقلاب قرار نہیں دیا۔

بعد نماز مغرب حسب معمول محاضرات قرآنی کی نشست ہوئی جس میں جسٹس ریٹائرڈ تنزیل الرحمٰن نے محققانہ انداز میں طویل لیکچر دیا۔ انہوں نے "مملکت خداداد" کے حکمرانوں کے جانب سے نفاذ اسلام کے حوالے سے اختیار کردہ طرز عمل کا "تفصیلی" پوسٹ مارٹم کیا۔

۲۳/اپریل کی صبح بعد نماز فجر قرآن اکیڈمی کی مسجد "جامع القرآن" میں ملتان کے امیر ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی نے درس قرآن دیا۔ ناشتہ وغیرہ سے فراغت کے بعد اگلی نشست میں قرآن آڈیٹوریم میں ڈاکٹر عبدالسمیع نے بیعت سمع وطاعت کے تقاضوں کو اپنے "طویل خطاب" کے ذریعے واضح کیا۔ چائے کے وقفہ کے بعد امیر محترم نے "شیعہ سنی مفاہمت" کے حوالے سے رفقاء کی جانب سے سوالات کے جوابات دیئے۔ بعد نماز عصر تا مغرب کی نشست میں امیر محترم مدظلہ نے اپنے ذاتی معاملات خصوصاً جسمانی صحت کے حوالے سے رفقاء کے سامنے بیان کئے۔ رفقاء کو اس ضمن میں اظہار خیال کا موقع بھی دیا گیا' مغرب سے عشاء کے مابین محاضرات قرآنی کی اختتامی نشست منعقد ہوئی جس میں جماعت اسلامی سے جناب محمد اسلم سلیمی' جامعہ نعیمیہ سے ڈاکٹر سرفراز حسین نعیمی' جناب مولانا نعیم صدیقی' مولانا خورشید احمد گنگوہی' صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی' شیعہ رہنما جناب ہادی علی نقوی جیسے دینی زعما نے شرکت کی۔ امیر محترم نے مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں کے اس "اجتماع" پر اپنی مسرت کا بار بار اظہار فرمایا اور کہا کہ تحریک اسلامی' جماعت اسلامی اور تنظیم اسلامی کو فکری ہم آہنگی کی وجہ سے "جینرک ٹرم میں" تحریک اسلامی کا نام دیا جا سکتا ہے ان رہنماؤں کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے سے میرا دیرینہ خواب پورا ہو گیا ہے۔

۲۴/اپریل کی صبح نماز فجر کے بعد حسب معمول دروس قرآن مجید ہوئے جن میں سے ایک نشست کے مدرس کے فرائض انجینئر نوید احمد نے سرانجام دیئے۔ تربیتی ومشاورتی اجتماع کے اختتامی اجلاس میں نائب امیر جناب محمد نسیم الدین نے دعوت کے حوالے سے "انفرادی رابطہ" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

بقیہ : تجزیہ

مجروح کرنا حقیقی دہشت گردی ہے اور اس کے رد عمل میں بدتر دہشت گردی جنم لیتی ہے۔ اگر کوئی قوم یا ملک اپنی طاقت کے بل بوتے پر یہ چاہے کہ اس کے مفادات کی مخالفت کو دہشت گردی کا نام دے دیا جائے اور اس کے مفادات کی حفاظت کا نام امن وآشتی ہو تو نہ امن قائم ہو سکے گا اور نہ یہ بالادستی دیرپا ثابت ہو گی۔